فیصلہ
ریاض عاقب کوہلر
پاکستانی پوائنٹ ڈاٹ کام

ختم نبوت ﷺ زندہ باد　　　　عظمت صحابہ زندہ باد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:

معزز ممبران: آپ کا وٹس ایپ گروپ ایڈ من "**اردو بکس**" آپ سے مخاطب ہے۔

آپ تمام ممبران سے گزارش ہے کہ:

- گروپ میں صرف PDF کتب پوسٹ کی جاتی ہیں لہذا کتب کے متعلق اپنے کمنٹس / ریویوز ضرور دیں۔ گروپ میں بغیر ایڈ من کی اجازت کے کسی بھی قسم کی (اسلامی وغیر اسلامی، اخلاقی، تحریری) پوسٹ کرنا سختی سے منع ہے۔
- گروپ میں معزز، پڑھے لکھے، سلجھے ہوئے ممبرز موجود ہیں اخلاقیات کی پابندی کریں اور گروپ رولز کو فالو کریں بصورت دیگر معزز ممبرز کی بہتری کی خاطر ریموو کر دیا جائے گا۔
- کوئی بھی ممبر کسی بھی ممبر کو انباکس میں میسیج، مس کال، کال نہیں کرے گا۔ رپورٹ پر فوری ریموو کر کے کاروائی عمل میں لائے جائے گی۔
- ہمارے کسی بھی گروپ میں سیاسی و فرقہ واریت کی بحث کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔
- اگر کسی کو بھی گروپ کے متعلق کسی قسم کی شکایت یا تجویز کی صورت میں ایڈ من سے رابطہ کیجئے۔
- سب سے اہم بات:

گروپ میں کسی بھی قادیانی، مرزائی، احمدی، گستاخِ رسول، گستاخِ امہات المؤمنین، گستاخِ صحابہ و خلفائے راشدین حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت حسنین کریمین رضوان اللہ تعالی اجمعین، گستاخ اہلبیت یا ایسے غیر مسلم جو اسلام اور پاکستان کے خلاف پراپیگنڈا میں مصروف ہیں یا ان کے روحانی و ذہنی سپورٹرز کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے لہذا ایسے اشخاص بالکل بھی گروپ جوائن کرنے کی زحمت نہ کریں۔ معلوم ہونے پر فوراً ریموو کر دیا جائے گا۔

- تمام کتب انٹرنیٹ سے تلاش / ڈاؤنلوڈ کر کے **فری آف کاسٹ** وٹس ایپ گروپ میں شیئر کی جاتی ہیں۔ جو کتاب نہیں ملتی اس کے لئے معذرت کر لی جاتی ہے۔ جس میں محنت بھی صَرف ہوتی ہے لیکن ہمیں آپ سے صرف دعاؤں کی درخواست ہے۔
- عمران سیریز کے شوقین کیلئے علیحدہ سے عمران سیریز گروپ موجود ہے۔
- **لیڈیز کے لئے الگ گروپ کی سہولت موجود ہے جس کے لئے ویریفکیشن ضروری ہے۔**
- اردو کتب / عمران سیریز یا سٹڈی گروپ میں ایڈ ہونے کے لئے ایڈ من سے وٹس ایپ پر بذریعہ میسیج رابطہ کریں اور جواب کا انتظار فرمائیں۔ برائے مہربانی اخلاقیات کا خیال رکھتے ہوئے موبائل پر کال یا ایم ایس کرنے کی کوشش ہر گز نہ کریں۔ ورنہ گروپس سے تو ریموو کیا ہی جائے گا بلاک بھی کیا جائے گا۔

نوٹ: ہمارے کسی گروپ کی کوئی فیس نہیں ہے۔ سب فی سبیل اللہ ہے

0306-7163117	0343-7008883	0333-8033313
محمد سلمان سلیم	پاکستان زندہ باد	راؤ ایاز

پاکستان زندہ باد　　　　پاکستان پائندہ باد

اللہ تبارک تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو

ریاض عاقب کوہلر

فیصلہ

دروازہ زور سے دھڑ دھڑایا گیا۔

کون ؟"مدھو کے لہجے میں حیرانی کا عنصر نمایاں تھا"

"پپ....پلیز دروازہ کھولو"۔جو بھی تھا اس کی آواز میں شامل خوف کی لرزش مدھو کو دروازہ کھولنے پر مجبور کر گئی یوں بھی اس کے پاس گنوانے کو کچھ نہیں تھا کہ وہ دروازہ نہ کھولنے کے بارے زیادہ سوچتی ۔کنڈی کھولتے ہی ایک جواں سال آدمی دروازہ دھکیلتے ہوئے اندرداخل ہوا، اس نے کمبل میں لپٹی کوئی چیز ہاتھوں میں اٹھائی ہوئی تھی ۔ اندر گھستے ہی اس نے فلیٹ کا دروازہ بند کر دیا ۔مدھو کو گمان ہوا کمبل میں بچہ ہے ۔اور پھر مختصر فلیٹ ننھے بچے کی آواز سے گونج اٹھا ۔ ایک ہاتھ بچے کے ہونٹوں پر رکھ کر اس نے اس کی آواز کوپست کیا ،دوسرے ہاتھ سے جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی اور اس کا ڈھکن کھول کر بچے کی ناک سے لگا دی اگلے ہی لمحے بچے کی آواز بند ہوگئی ۔وہ یقیناَ بے ہوشی کی دوا تھی۔بچے کی طرف سے بے فکر ہوتے ہی وہ گڑگڑایا ۔

"پلیز مجھے کہیں چھپا دو وہ میرا تعاقب کر رہے ہیں۔ مم.... میں تمھیں پانچ سو پونڈدوں گا؟ "

کو ن تعاقب کر رہے ہیں ؟دیکھو میں کسی غیر قانونی کام میں ملوث نہیں ہونا چاہتی۔"

میرا پیچھا کرنے والے مجرم ہیں ،میں سب کچھ تفصیل سے بتا دوں گا مگر ابھی وقت نہیں ہے ،وہ کسی بھی لمحے یہاں پہنچ سکتے ہیں ۔"

اسی وقت ساتھ والے فلیٹ کی بیل لگا تار بجنے لگی ۔

وہ گھبرا کے بولا۔"وہ.... وہ پہنچ گئے.... پلیز جلدی کچھ کرو ؟"

ایک لمحا سوچنے کے بعد مدھو نے بھاگ کر

دروازے کی کنڈا کھول دی ۔

"کیا کر رہی ہو ؟"اس نے خوف زدہ لہجے میں پوچھا ۔

مگر مدھو نے اس کی بات پر توجہ دیے بغیر اس کے ہاتھ سے بچہ لے کر چارپائی کے نیچے لٹاتے ہوئے کہا ۔"جلدی کرو شرٹ اتار کربیڈ پر لیٹ جاو۔"ایک لمحے کے لیے وہ حیران ہوا مگر پھر قمیص اتار کر چارپائی پر لیٹ گیا ۔

ساتھ والے فلیٹ کا مکین احتجاجی لہجے میں آنے والوں سے کچھ پوچھ رہا تھا۔پھر کھٹاک کی زور دار آواز کے ساتھ فلیٹ کا دروازہ بند ہوا۔۔۔اس دوران مدھو نے پھرتی سے اپنے بالائی کپڑے اتار کر نیچے پھینکے اور اس اجنبی سے لپٹتے ہوئے نچلے بدن پر چادر لے لی۔

اسی وقت دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا۔وہ پیچھے مڑتے ہوئے غرائی۔

"کون حرامی ہے؟"

دروازے پر کھڑے تین مردوں نے دل چسپی سے اس کی جانب دیکھا۔۔ایک کہنے لگا۔

"ہمارا نمبر کب آئے گا جانِ من؟"

"ایک کتے سے تو نبٹ لوں۔"وہ بے باکی سے بولی۔

"دروازہ تو بند رکھا کرو ورنہ نیچے سے بھاگ جائے گا۔"وہ قہقہہ لگاتے ہوئے بولا۔باقی دونوں نے اس کا ساتھ دیا تھا۔اور پھر وہ کچھ پوچھے بغیر ساتھ والے فلیٹ کی جانب بڑھ گئے۔ان کے جاتے ہی وہ پھرتی سے اٹھی اور دروازے کی جانب جاتے ہوئے چلائی،

"دروازہ تمھاری سسٹر نے بند کرنا تھا کمینو؟"اس بار کوئی جواب نہیں آیا تھا۔دروازہ کنڈی کر کے وہ جلدی سے کپڑے پہننے لگی۔وہ جوان لڑکی تھی اسے خوب صورت و پر کشش تسلیم کرنے میں کوئی امر مانع نہیں تھا،اگر اس اجنبی کی جان پر نہ بنی ہوتی تو شاید وہ ان چند لمحوں کو حاصل حیات سمجھتا،مگر اس وقت اس کا ذہن اپنے بچاؤ کی تدابیر سوچنے میں مصروف تھا۔

”اب شرافت سے بیٹھ جاؤاور کسی ایسے ویسے خیال کو ذہن میں لائے بغیر اپنی کہانی سنانا شروع کرو،تاکہ میں اپنے فیصلے پر مطمئن رہ سکوں، دوسری صورت میں مجھے ان حضرات کو زحمت دینا پڑے گی ۔“

”پوچھو ؟“اس نے قمیص پہن کر چارپائی کے نیچے سے بچہ اٹھا لیا ۔

”ایشیائی لگتے ہو۔۔۔کیا ہندی بول سکتے ہو ؟“

”اردو میری مادری زبان ہے ۔“اس بار اس نے انگلش کے بجائے اردو میں کہا ۔

”یعنی پاکستانی ہو ؟“

”جی ۔“

”وہ تمھارا پیچھا کیوں کر رہے تھے ؟“

”پیشہ ور قاتل ہیں ،میرے قتل کی سپاری انھیں میری بیوی نے دی ہے ۔“

”بیوی ۔۔۔۔اور قتل ؟،میں کچھ سمجھی نہیں ؟“

”میں نے اپنے بیٹے کو اغوا کر لیا ہے ناں؟“

”عجیب کہانی سنا رہے ہو ،بیوی تمھیں قتل کرانا چاہتی ہے،تم نے اس کا بچہ اغوا کر لیا ہے جو تمھارا بھی بیٹا ہے اور غالباََ اس وقت تیری گود میں وہی لیٹا ہے ؟“

”ہاں ۔“اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

”اچھا اب ساری کہانی کسی ایسے انداز میں سناؤ کہ مجھے بات کی سمجھ آ جائے؟“

”وہ میرے بچے کو عیسائی بنانا چاہتی ہے اور میں ایسا نہیں ہونے دوں گا ۔“

”یہ بات تمھیں ایک عیسائی عورت سے شادی کرنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھی، اس وقت شباب کے مزے لوٹنے کی پڑی تھی ،ایک گوری کو آغوش میں لینے کا شوق چرایا تھا اور اب جب کہ اس سے جی بھر گیا ہے تو دین دھرم یاد آگیا؟ “ مدھو کے لہجے میں تلخی تھی ۔

”پانچ سال پہلے ہماری شادی ہوئی ،اس وقت اس کی عمر اکتالیس سال تھی اور میں گزشتہ ہفتے اٹھائیس سال کا ہوا ہوں ۔“

”یعنی ۔۔۔۔۔“اس نے کچھ سوچتے ہوئے سرہلایااور پھر بات مکمل کرتے ہوئے بولی ۔”ٹھیک ہے ،پر شادی کرنے کی کوئی وجہ بھی تو ہوگی؟“

”غربت،بیمار ماں ،بوڑھے والداور تین جوان بہنوں کی ذمہ داری ،انسان کو غلط کاموں پر بھی مجبور کر سکتی ہے ۔میں نے تو فقط ایک انگریز عورت سے شادی کی

ہے ۔پونڈ کمانا اتنا آسان نہ تھا کہ میں ان سب ذمہ داریوں سے سبک دوش ہو سکتا پھر میں یہاں آیا بھی تعلیمی ویزے پر تھا یونیورسٹی کی فیسیں بھی ادا کرنا تھیں ،سر چھپانے کے لیے کسی چھت کی ضرورت تھی اور پیٹ تو ساتھ لگا ہوا ہی ہے ۔ایسی صورت میں اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ تھا۔وہ دولت مند تھی ۔۔۔اسے نوجوان ساتھی چاہیے تھا اور مجھے دولت۔۔۔گناہ میں ملوث ہونے کے بجائے مجھے یہ طریقہ بہتر لگا۔"

"تو اب نفرت کیسی؟ "

"وہ اسے ہو گئی ہے ،کیونکہ وہ اپنے بچے کو عیسائی بنانا چاہتی ہے اور میں مسلمان۔"

"بچے کے بڑا ہونے کا انتظار کر لیتے ؟"

"صحیح کہہ رہی ہو ،مگر وہ مجھے قتل کرانے پر تل گئی تھی ۔"

"ایسی بھی کیا دشمنی ؟"

"اسے پتا ہے کہ ایک مسلمان اپنے بچے کو کبھی بھی عیسائی نہیں بننے دے گا ؟"

"اس یقین کی وجہ ؟"

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

وہ بچے کو چومتے ہوئے بولا۔"اس نے اس کا نام وکٹر رکھا ہے اور میں اسے عمر کہتا ہوں ۔"

"پھر بھی اتنی سی بات پر قتل؟"

"محترما!۔۔۔یہ اتنی سی بات نہیں ہے، وہ بزعم خود حکمران قوم کی فرد ہے اور میں غلام قوم کا باشندہ ،پھر مجھ سے برابری کی سطح پر برتاؤ کیسے ہو سکتا ہے ؟وہ کب برداشت کر سکتی ہے کہ میں اس کے بیٹے

کا دعوے دار بنوں

،میں تو صرف کرائے کا سانڈ تھا جس سے تخم ریزی کاکام لیا گیا اور بس'۔"

"تم اس کے شوہر ہو اورمیرے خیال میں بہ طور شوہر اس نے تمھارا انتخاب خود کیا ہو گا ؟"

"ہاں ۔۔۔لیکن صرف میری جوانی اور شکل و صورت دیکھ کر ،ورنہ تو شاید وہ مجھ پر تھوکنا بھی گوارا نہ کرتی ۔"

"کیا کہہ رہے ہو ؟"اس نے حیرانی سے پوچھا ۔

" صحیح کہہ رہا ہوں، اتنااندازہ تو آپ کو بھی ہونا چاہیے مس مدھو"!

”تم میرا نام کیسے جانتے ہو ؟“ایک اجنبی کے منہ سے اپنا نام سن کر وہ چونک گئ تھی ۔

”تم سال بھر سے بلیو مون ریسٹورینٹ میں بطور ویٹرس کام کررہی ہو جس کی مالکہ کا نام مارتھا ہے ،پچھلے چند ماہ سے تمھاری ڈیوٹی کچن میں لگا دی گئی تھی اور اس کی وجہ تمھارا حمل بنا تھا۔اور اب ڈیلیوری کی وجہ سے تم ڈیڑھ ماہ سے چھٹی پر ہو ۔“

”کون ہو تم ؟۔۔۔اور یہ سب تمھیں کیسے پتا چلا؟“وہ گھبرا کے کھڑی ہو گئی تھی ۔

وہ اطمینان سے بولا۔”مارتھا میری بیوی ہے ۔“

”وہ بوڑھی خرانٹ۔۔۔۔۔۔؟“

”بالکل ۔“

”کبھی دیکھا نہیں تمھیں ؟“اس کے لہجے میں شکوک کی آمیزش تھی

”نہیں دیکھا ہوگا۔۔۔یوں بھی میں بہت کم ریسٹورینٹ میں جایا کرتا تھا ۔“

”مطلب۔۔۔تم سوچے سمجھے منصوبے کے تحت یہاں آئے ہو ؟“

”بے شک ۔۔۔عمر تمھارے بیٹے سے دو ماہ ہی پہلے پیدا ہوا تھا۔اور میں نے مارتھا کو حمل ٹھہرتے ہی کسی ایسی عورت کی تلاش شروع کر دی تھی جو اسے سنبھال

سکے ،کوئی ایسی عورت جس کی مدد سے میں اپنے ہونے والے بچے کو یہاں سے نکال کر لے جا سکوں ،جب تم ویٹرس تھیں اس وقت تمھیں دیکھا ،لوگوں سے معلومات حاصل کیں اور آج تمھارے سامنے ہوں ۔“

”کیا تمھیں یقین تھا کہ میں تمھاری مدد کروں گی؟“

”ہاں ،کیونکہ میں جانتا ہوں تمھیں رقم کی ضرورت ہے اور میرے پاس اتنے پیسے بہ ہرحال موجود ہیں کہ تمھاری ضرورت کو پورا کر سکوں ۔“

”دیکھو مسٹر۔۔۔۔۔۔؟“

اس نے جلدی سے لقمہ دیا ۔”حمید۔۔۔حمید اختر نام ہے میرا۔“

”تو حمید صاحب! ۔۔۔اگر میں معذرت کرنا چاہوں ؟“

”کوئی بات نہیں ،اللہ پاک کوئی اور وسیلہ پیدا فرما دے گا ۔“

”مگر تم نے پانسو پونڈ دینے کا وعدہ کیا ہے اور میں نے معاہدے کے مطابق تمھیں قاتلوں سے بچایا ہے ؟“

”میں وعدے کا پابند ہوں ،اگر عمر کو انڈیا پہنچا سکو تو تین ہزار پونڈ مزید بھی خرچ کر سکتا ہوں ،سفر کے اخراجات بھی میرے ذمہ ہوں گے ۔“

”تین ہزار؟“اس کے لہجے میں بے یقینی تھی ۔۔”یعنی پانسو پونڈ کے علاوہ ؟“

"بالکل اور ساری رقم ایڈوانس ادا کروں گا ۔"

"منظور ہے مجھے منظور ہے ۔"مدھو نے فوراً فیصلہ سنا دیا ۔

"گڈ ! تو سب سے پہلے اسے پکڑو۔"حمید نے بچہ اس کی سمت بڑھا دیا ۔"اس کے علاوہ ، تمھیں ایک کام اور بھی کرنا پڑے گا ۔جس کا خرچ میرے ذمہ ہو گا"

"وہ کیا ۔۔۔؟"

"تمھارا بچہ جس ہاسپٹل میں پیدا ہوا ہے وہاں سے تمھیں جڑواں بچوں کی پیدائش کا سرٹیفیکیٹ لینا ہو گا

،تاکہ انڈیا جاتے ہوئے ایرپورٹ پر کوئی مسئلہ نہ بنے ۔"

"اس کی ضرورت نہیں پڑے گی ۔"مدھو کے لہجے میں گہرے دکھ کی آمیزش تھی۔

"ضرورت ہے تو کہہ رہا ہوں نا ؟"حمید مصر ہوا ۔

"میرا کرشنا نہیں رہا ۔"وہ عمر کے منہ سے کپڑا ہٹا کر دیکھنے لگی ۔

"کرشنا ۔۔۔تمھارا بیٹا ۔۔۔وہ۔۔۔۔؟"

"ہاں ،مر گیا ہے ۔۔"مدھو نے اس کی مشکل آسان کی ۔

"مجھے افسوس ہے ۔۔۔۔"

"مجھے کسی کے افسوس کی ضرورت نہیں ۔۔نفرت ہے مجھے مرد ذات سے ۔ "مدھو کے لہجے میں حد درجہ تلخی گھلی ہوئی تھی ۔

"میں نے افسوس کیا ہے ، تمھیں پرپوز نہیں کیا ؟"

"مطلب کی بات کرو؟"اس نے اکھڑے

ہوئے لہجے میں کہا ۔

" یہ تو طے ہو گیا نا ؟تم نے عمر کو انڈیا لے جانا ہے اور اس کے بدلے میں تمھیں تین ہزار پونڈ دوں گا ؟"

"ساڑھے تین ہزاراور پیسے کام سے پہلے ۔"

"میں نے انکار تو نہیں کیا ۔"

"تو نکالو رقم ،کیش ،چیک وغیرہ نامنظور۔"

"اتنی رقم میں جیب میں لیے گھومنے سے تو رہا ۔۔تھوڑا صبر کرو کل تک لے آوں گا ۔"

"کل کا مطلب کل ہی ہو،اگر بات اس اگلے کل کی طرف منتقل ہوئی تو معاہدہ ختم ۔"

"ٹھیک ہے ،ٹھیک ہے ۔۔کل تک تو چپ رہو۔"

"تم رہو گے کہاں ؟"

"میں کہاں جا سکتا ہوں ؟وہ شکاری کتوں کی طرح میری بو سونگھتے پھر رہے ہیں ۔"

"جتنے دن رہو گے رہائش اور کھانے کے اخراجات الگ سے دینے ہوں گے ۔"

"دے دوں گا دے دوں گا ،مر کیوں رہی ہو ۔"

"یہاں ایک ہی بیڈ ہے اس پر میں خود سوؤں گی ،میری بلا سے تم فرش پر سوتے ہو یااپنے لیے کوئی بیڈ خرید کر لے آتے ہو ۔اور یاد رکھنا کوئی غلط حرکت برداشت نہیں کروں گی مجھے انگریزی تہذیب سے اتنی ہی نفرت ہے جتنی کہ مرد ذات سے ۔"

"میرا خیال ہے تم کچھ زیادہ ہی اوور ایکٹ کر رہی ہو ؟معاوضا میں نے ادا کرنا ہے تو اس لحاظ سے تم مزدور ہو ۔اور مزدور مالک کو کیسے ہدایات جاری کررہا ہے ؟"

"یہ شرائط میں یہاں رہنے کی بتا رہی ہوں مسٹر!۔۔اس لحاظ سے مالک مکان میں ہوں ،تم نہیں

"ٹھیک ہے میری ماں! ۔۔۔"حمید زچ ہو کر چلایا۔"اب کچھ کھانے کا بندوبست کرو،بچہ بھی کافی دیر سے بھوکا اس کے دودھ وغیرہ کے بارے بھی کچھ سوچو؟ "

اور مدھو عمر کو لیے کچن کی طرف بڑھ گئی ۔۔۔۔۔

وہ فلیٹ دو کمروں ایک کچن اور باتھ روم پر مشتمل تھا ۔ایک کمرہ خواب گاہ کے طور پر استعمال ہوتا،جبکہ دوسرے کمرے میں فالتو کاٹھ کباڑ بھرا ہوا تھا ۔اور وہی کمرہ مدھو نے حمید کے حوالے کیا تھا ۔حمید گھنٹا بھر سے اپنے لیٹنے کی جگہ بنانے میں مشغول تھا ۔ آخر تنگ آکر وہ چلایا۔

"اجی سنتی ہو مدھو ملہوترا صاحب!۔۔اگر فدوی آپ کے شبستان میں شب باشی پر مصر ہوتو کیا آپ فدوی کی تمنا کو درخور اعتنا سمجھتے ہوئے اپنے فیصلے پر نظر ثانی کی زحمت گوارا فرمائیں گی ؟"

وہ دروازے پر نمودار ہوئی ۔"کیا پوچھ رہے ہو ؟۔۔میری سمجھ میں تمھاری بات نہیں آئی ۔"

"میں عرض کر رہا تھا کہ اگر اس کوڑا کرکٹ کے استھان میں سونے کے بجائے میں تمھارے ساتھ سو جاؤں ۔۔۔مم۔۔۔میرا مطلب تمھارے بیڈ روم میں سو جاوں تو تمھیں اعتراض تو نہیں ہو گا ؟"

"باتھ روم ،کچن،سٹور اور گیلری میں سے کسی بھی جگہ کو تم بہ طورِ بیڈروم استعمال کر سکتے ہو ،باقی جہاں تک تعلق ہے میرے بیڈ روم کا تو اس میں
گدھوں ،کتوں اور مردوں کا داخلا ممنوع ہے ۔"

"اس صورت میں میں صرف کھانے کے اخراجات ادا کرنے کا ذمہ دار ہوں گا ۔"

"بہ سروچشم!۔۔"اس نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا ۔"رستا کھلا ہے ،تم تشریف کا ٹوکرا لے جا سکتے ہو ۔کھانے کے وقت پر آجایا کرنا۔اور ہاں دیر سے آنے کی صورت میں کھانا خود ہی گرم کرنا پڑے گا ؟ناؤ گیٹ آوٹ۔"اور حمید نے اس کی بات کا جواب دینے کے بجائے سٹور کے دروازے کو ٹھوکر مار کر بند کیا اور ایک مرتبہ پھر سونے کی جگہ بنانے لگا ۔

سارا سامان ترتیب سے رکھنے کے بعد ایک کونے میں اتنی جگہ بچ گئی تھی کہ وہ لیٹ سکے۔ خوش قسمتی سے اسے ایک پرانا گدا اسی سامان میں پڑا مل گیا تھا ۔وہ بہ مشکل جگہ بنا کے لیٹا ہی تھا کہ اس کے کانوں میں مدھو کی آواز آئی ۔

"مسٹر حمید! ۔۔۔کھانے کا سامان لینے باہر جا رہی ہوں اور رقم کے نام پر میرے پاس صرف دس پونڈ ہیں۔"

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"ڈیڑھ سال میں اتنی بھی واقفیت پیدا نہیں ہوئی کہ کوئی تمھیں ادھار سامان ہی دے دے ؟"

اس نے دروازہ کھول کر اندر جھانکا ۔" واقفیت پیدا کرنے کا مطلب ہے کسی کو اپنے گھر کی راہ دکھانا۔اور میں اکیلے رہنا پسند کرتی ہوں ۔باقی میں تم سے بھیک نہیں مانگ رہی ، باپ بیٹے نے پیٹ بھر لیا ہے اب معاوضا تو ادا کرنا پڑے گا،دوسری صورت میں شام کو خیالی پلاؤ ہی پر گزارا کرنا پڑے گا ۔"

"اچھا اچھا،زیادہ دماغ خراب کرنے کی ضرورت نہیں ۔"اس نے جیب سے پرس نکالا۔"میرے پاس فی الحال سو پونڈ ہیں انھی سے گزارا چلاؤ۔"

"درواہ باہر سے لاک کر دوں یا کھلا رہے ؟"

"لاک کرنا بہتر رہے گا ،ورنی تیری غیر موجودی میں کوئی آ گیا تو مسئلہ کھڑا ہو جائے گا ؟"

"کسی کا آنا تو مشکل ہے ؟لیکن احتیاط بہتر ہے ۔"کہتے ہوئے وہ واپس مڑ گئی ۔

اس کے جانے کے چند منٹ بعد اچانک حمید کو خیال آیا کہ وہ مدھو کو ساری صورت حال سے آگاہ کر چکا ہے ،اگر وہ مارتھا کو کال کر دیتی ہے تو اس کا پکڑا جانا یقینی تھا ۔

"مگر ساڑھے تین ہزار برطانوی پونڈ کی رقم ٹھکرانا شاید آسان نہ ہو؟ "اس نے خود کو تسلی دینا چاہی۔

"مارتھا،اس سے بھی زیادہ رقم ادا کر سکتی ہے ۔"اس سوچ نے اسے پریشان کر دیا تھا ۔وہ گھبرا کر سٹور سے نکل آیا۔فلیٹ کا دروازہ وہ باہر سے لاک کر گئی تھی ۔اپنی بے وقوفی پر اسے شدید غصہ آیااسی وقت اس کی نظر کھڑکی پر پڑی ۔۔۔کھڑکی کھول کر اس نے نیچے جھانکا

ءاس بلندی سے پیرا شوٹ کے ذریعے ہی نیچے اترا جا سکتا تھا۔وہ چوہے دان میں پھنس گیا تھا۔اسے رہ رہ کر خود پر غصہ آرہا تھا۔ایک غیر عورت پر اتنا زیادہ اعتبار کرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں تھا۔

اس نے ایک مرتبہ پھر کھڑکی کھول کر کسی مناسب اقدام کا سوچا۔۔ہر کھڑکی پر دو فٹ چوڑاچھجابنا ہوا تھا۔اس چھجے پر چلتے ہوئے وہ ساتھ والے فلیٹ کی کھڑکی تک پہنچ سکتا تھا۔لیکن اتنی اونچائی سے دو فٹ کے چھجے پر چل کر جانا۔۔۔اگر گر جاتا تو اس کی ہڈیوں کا سرمہ بن جانا تھا ۔سب سے بڑھ کر اسے بچے کو بھی سنبھالنا تھا ۔

تھوڑی دیر سوچنے کے بعد اس نے فلیٹ کی تلاشی لی چھپنے کے لیے بہترین جگہ اسے بیڈ روم میں بنی کپڑوں کی الماری لگی ۔اس نے کھڑکی کے پٹ کھول دیے ،عمر گہری نیند میں تھا ۔اسے بے ہوشی کی دوا سنگھا کر اس کی نیند کو بے ہوشی میں بدلااور اسے لیے کپڑوں کی الماری میں گھس کر لیٹ گیا ۔اسے امید تھی کہ دشمن نے کھڑکی کھلی دیکھ کر اسے وہاں ڈھونڈنے کے بجائے باہر تلاش کرنے میں دل چسپی لینا تھی۔اس کے بر عکس بھی ہو سکتا تھامگر اس کا امکان ایک فیصد سے بھی کم تھا ۔اسے زیادہ دیر انتظار نہ کرنا پڑا جلد ہی اسے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی ۔قدموں کی آواز زنانہ سینڈل کی تھی۔دروازہ بند ہوا اور پھر مدھو نے اسے پکارا۔

"مسٹر حمید؟"

وہ خاموش ہی رہا تھا۔

"یہ کمینہ بھی دھوکے باز نکلا۔ہونہہ!۔۔۔تین ہزار پونڈ دوں گا۔"مدھو خود کلامی کرتے ہوئے کھڑکی کے پٹ زور سے بند کیےاور پھر اس کے قدموں کی آواز کچن کی طرف بڑھ گئی۔

مزید انتظار فضول تھا۔وہ اکیلی لوٹی تھی،حمید کا گمان اس کے بارے غلط ثابت ہوا تھا۔وہ کھسک کر الماری سے باہر نکل آیا۔عمر کو بے بی کاٹ پر لٹا کر وہ خود بیڈ پر لیٹتے ہوئے چلایا۔

"اجی مدھو ملہوترا صاحب!۔۔کافی مل سکتی ہے؟"

اس کی ہانک کے جواب میں وہ متوحش انداز میں کچن سے باہر نکلی تھی

"تت۔۔۔تم۔۔۔؟"

"ہاں جی میں ۔۔۔؟مجھے ہی کافی چاہیے،عمر تو دودھ پر گزارا کرتا ہے ۔"

"کہا ں تھے تم ؟۔۔کہاں چھپے تھے؟"اس نے حیرانی سے چاروں جانب نگاہیں گھمائیں۔

"چھپنا کس لیے؟میں تو یہیں پر تھا کاٹھ کباڑ کو گلے سے لگا کر سویا ہوا تھا۔"

"جھوٹ مت بولو؟تم کھڑکی کے رستے باہر نکل گئے تھے اور اب شاید سیدھے رستے سے لوٹ آئے ہو ،مگر دروازہ تو اندر سے کنڈی تھا؟"اس نے خود کلامی کرتے ہوئے اپنی بات کا رد کیا۔"بلکہ تم کھڑکی ہی سے واپس آئے ہو۔"

"تو۔۔۔؟"

"تو یہ کہ اتنی بے اعتباری کس لیے ؟"

"میں ایک غیر عورت پر کیسے اعتبار کر سکتا ہوں ؟"

"اعتبار نہیں تو یہ کام کس لیے بتایا ہے؟"

"مجبوری ہے ۔"

"تم وعدے کے مطابق پانسو پونڈ ادا کرو اور اپنی راہ لو ۔"وہ بگڑ گئی تھی ۔

"مگر اس وقت میرے پاس رقم نہیں ہے ۔اور یوں بھی تم نے کل تک کی مہلت دی ہوئی ہے ۔"وہ ایک لمحا اس کی جانب غصے سے گھورتی رہی اور پھر کچھ کہے بنا سر جھٹکتی ہوئی کچن کی طرف مڑنے لگی ۔مگر پھر کسی خیال کے زیرِ اثر وہ رک گئی ۔۔۔

"میں نے کہا تھا کہ اس بیڈ روم میں تمھارا داخلا ممنوع ہے اور تم میرے بیڈ پر لیٹے ہو ؟"

"سس۔۔۔سوری ۔۔۔سوری۔"حمید گھبرا کر سٹور روم کی طرف بڑھ گیا،جبکہ مدھو سر جھٹکتے ہوئے کچن کی طرف چل دی۔

***

شام کا کھانا دونوں نے اکٹھے بیٹھ کر کھایا تھا ۔

"ایک بات پوچھ سکتا ہوں مس مدھو "!حمید نے خاموشی کی دیوار گرانی چاہی۔

وہ سرسری لہجے میں بولی ۔"میری ذات کے متعلق نہیں ۔"

"دیکھو مس! ۔۔۔ہم نے چند دن اکٹھا رہنا ہے اور جس طرح آپ میرے بارے سب کچھ جانتی ہیں اسی طرح مجھے بھی آپ کا دکھڑا معلوم ہونا چاہئے تو شاید یہ وقت ہم زیادہ خوش اسلوبی سے بتا سکیں؟"

"آپ اور سالن لیں گے؟"اس نے حمید کی بات کا جواب دینا گوارا نہیں کیا تھا۔

"نہیں ۔۔۔لیکن آپ نے میری بات کا جواب نہیں دیا ؟"

"میں جواب دینے کی پابند نہیں ہوں؟ "برتن سمیٹتے ہوئے وہ اٹھ کھڑی ہوئی ۔

"چائے تو مل جائے گی نا ؟"

"ہاں ۔۔۔اور اگر ڈرنک کرتے ہو تو اس کا بھی بندوبست ہو سکتا ہے۔"

"شکریہ ۔۔۔یہ گندگی آپ ہی کو مبارک ہو ۔"اس مرتبہ حمید چوٹ کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا ۔

"میں نے بھی کبھی نہیں پی ۔"کہتے ہوئے وہ کچن کی طرف بڑھ گئی ۔حمید اٹھ کر سٹور روم میں آ گیا ۔مدھو کے بارے وہ بس اتنا ہی جانتا تھا کہ اس کا تعلق انڈیا سے ہے،وہ وطن واپس لوٹنا چاہتی ہے اور واپس جانے سے پہلے اتنی رقم بھی اکٹھی کرنا چاہتی ہے جس کے بل پر وہ انڈیا میں کوئی با عزت کام شروع کر سکے ۔وہ یہ

بھی جانتا تھا کہ اسے کوئی انگریز دھوکادے کر انڈیا سے وہاں لایا تھا اور ایک بچے کا تحفہ دے کر جانے وہ کہاں غائب ہو گیا تھا ۔کردار کے لحاظ سے وہ ایک مشرقی لڑکی تھی ورنہ شکل و صورت سے وہ اس قابل تھی کہ غلط دھندے میں پڑ کر اچھی خاصی کمائی کر سکتی تھی۔

وہ پچھلے چند سال سے وہاں موجود تھا۔اس کی خوش قسمتی یہ تھی کہ شادی کے پہلے چار سال مارتھا کو بچے کی پیدائش میں دل چسپی پیدا نہ ہوئی اور پھر شاید ڈھلتی ہوئی عمر نے اسے اس جانب متوجہ کیا اور آخر وہی بچہ ان دونوں کے درمیان وجہ نزاع بنا ۔اس عرصے میں بہ ہر حال حمید اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا ۔اس کی تینوں بہنوں کی شادیاں اچھے گھرانوں میں ہو گئی تھیں اس کے علاوہ بھی اس نے اتنا پس انداز کر لیا تھا پاکستان جا کر کوئی باعزت کاروبار شروع کر سکے ۔اب خرابی یہ پیدا ہو گئی تھی کہ اس کی بیوی سے چپقلش عروج پر تھی ۔وہ اپنے بیٹے سے دست بردار نہیں ہو سکتی تھی اسی طرح حمید بھی اپنے بچے کو غیر مسلم ہوتا نہیں دیکھ سکتا تھا۔اسی خدشے کے پیش نظر مارتھا کا حمل ٹھہرتے ہی حمید کو بچے کے مستقبل کی فکر پڑ گئی تھی ۔یہ ارادہ اس نے پہلے سے کیا ہوا تھا کہ وہ اپنا بچہ مارتھا کے پاس نہیں رہنے دے گا ۔اس ضمن میں اس نے

یہی منصوبہ بنایا تھا کہ کسی مشرقی عورت کو استعمال کرتے ہوئے وہ اپنا بچہ کسی مشرقی ملک میں بھیجتا اوروہاں سے اسے پاکستان لے جاتا۔کافی تلاش کے بعد اس کی نظر مدھو پر پڑی تھی اور وہ اسے اس کام کے لیے ہر طرح سے موزوں دکھائی دی ۔مگر اس کی بدقسمتی کہ جب تک وہ اپنے منصوبے پر عمل کرتا مارتھا کا جی اس سے بھر چکا تھا۔ اوروہ حمید سے جان چھڑانے کے منصوبے بنانے لگی۔

حمید پر پہلا حملہ اس وقت ہوا ،جب اس کی کار سے ایک بڑا ٹریلر ٹکرایا۔ٹریلر نے اچانک اپنی لین چھوڑ کر اس کی کار کو ٹکر ماری تھی ۔اللہ پاک کے کرم اوراس کی حاضر دماغیء اسے بچا گئی تھی۔کار تباہ ہونے کے باوجود وہ بچ گیا تھا۔یہ حادثہ اس کے لیے حیران کن ضرور تھا مگر اس نے اسے ایک حادثے کے طور پر ہی لیا تھا۔

اس کا ماتھاتب ٹھنکا جب اگلے دن ایک موٹر سائیکل سوار نے اسے پسٹل سے نشانہ بنانے کی کوشش کی ۔اور یہ ظاہر کر رہا تھا کہ وہاں اس کا کوئی دشمن موجو دہے ۔دشمن کے نام پر اس کے ذہن میں فوراً مارتھا کانام گونجا۔۔یوں بھی مارتھا کا رویہ اس بات

کی چغلی کھا رہا تھا۔ اس بات کی تصدیق اس وقت ہوئی جب مارتھا کی نئی سیکرٹری نے اسے کسی بھی ممکنہ حادثے سے بچنے کی تلقین کی ۔گو اس نے مارتھا کا نام نہیں

لیا تھا مگر یہ ضرور کہا تھا کہ کوئی اپنا اس کی جان کا دشمن بنا ہوا ہے ۔اور انگلستان میں سوائے مارتھا کے کوئی اس کا اپنا نہیں تھا ۔مارگریٹ نئی نئی مارتھا کی سیکرٹری کے عہدے پر فائز ہوئی تھی اور حمید کے لیے دل میں کافی نرم جذبات رکھتی تھی ۔

حمید نے اسی دن اپنے اکاونٹ سے ساری رقم نکلوا کر ایک محفوظ جگہ پر چھپا دی تھی ۔یوں بھی زیادہ تر رقم اس نے پاکستانی اکاونٹ میں منتقل کر دی تھی۔

مارتھا کی دشمنی کا معلوم ہوتے ہی وہ

بچے کو گھر سے نکال لایا۔لیکن اس کی بدقسمتی کہ مارتھا کو بروقت پتا چل گیا اور اس کے محافظ حمید کے تعاقب میں دوڑ پڑے ۔مارتھا کے محافظوں تو اس نے کامیابی سے چکما دے دیا تھا اور وہ دن اس نے ایک خفیہ ٹھکانے پر چھپ کر گزارا ۔مگر چار پانچ ماہ کے بچے کو سنبھالنا اتنا آسان کام نہیں تھا ۔بچے کو کوئی عورت ہی سنبھال سکتی تھی اور اس کی نظر میں اس کام کے لیے مدھو سے بہتر عورت کوئی نہیں تھی ۔یوں بھی بچہ اس کی واضح شناخت تھا۔وہ جتنا چھپتا ،حلیہ بدلتا بچے کی وجہ سے پہچان لیا جاتا۔

مدھو کے فلیٹ کا پتا اسے معلوم تھا ۔مگر بد قسمتی سے وہاں جاتے ہوئے وہ رستے ہی میں پہچان لیا گیا تھا ۔مارتھا نے کئی قاتل اس کے پیچھے لگائے ہوئے تھے

وہ بڑی مشکل سے جان بچا کر مدھو کے فلیٹ میں گھس پایا تھا ۔اور پھر مدھو نے اسے بچانے کے لیے جس جرات اور بے باکی کا مظاہرا کیا تھا وہ اس کے لیے شدید حیرانی کا باعث بنا تھا۔۔یقینااس میں بڑا ہاتھ یورپ کی آب و ہوا کا تھا ۔مگر اس کے ساتھ ہی مدھو کا یہ کہنا کہ ”کسی ایسے ویسے خیال کو ذہن میں لائے بغیر اپنی کہانی بیان کرو۔“ یہ بات اس کی مشرقیت کی مظہر تھی ۔اسی طرح اپنی خواب گاہ میں حمید کا داخلا بند کرنا بھی اس کے بے داغ کردار کو ظاہر کر رہا تھا ۔

لیکن حمید کو نہ تو اس کے کردار سے کوئی غرض تھی اور نہ شکل و صورت سے کوئی مطلب۔اسے تو کسی طرح عمر کو پاکستان پہنچانا تھا ۔اور اس مقصد کو وہ مدھو کے ذریعے ہی پورا کر سکتا تھا ۔گو مدھو نے اس کام کی حامی بھر لی تھی مگر اس کے باوجود حمید اس پر مکمل بھروسا کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھا ۔اگر وہ معاوضا لے کر حمید کا کام کر سکتی تھی تو حمید سے کئی گنا معاوضا اسے مارتھا ادا کر سکتی تھی۔صرف ایک صورت تھی کہ جو اسے مارتھا کے پاس جانے سے باز رکھ سکتی تھی کہ اس دل میں حمید کی محبت یا ہمدردی پیدا ہو جاتی اور یہی وہ دو صورتیں

ہیں جن کو کام میں لا کر کسی عورت سے کام کرایا جا سکتا ہے ۔حمید کی سوچوں کا سلسلہ بھی اسی سمت رواں تھا۔مدھو کے دل میں جگہ بنانا بہت ضروری ہو گیا تھا جبکہ وہ نادانستگی میں اس پر بے اعتباری کا اظہار کھلے طور پر کر چکا تھا ۔

***

”محترما!۔۔۔ آپ بیڈ ٹی لیں گی ؟یا فریش ہو کر ناشتا کرنا پسند فرمائیں گی ؟“حمید نے اس کے پاؤں کے انگوٹھے کو ہلا کر بیدار کیا تھا ۔

”آ۔۔۔آپ نے کیوں تکلیف کی ۔۔؟“مدھو محجوب سی ہو گئی تھی ۔”میں بنا لیتی ؟۔۔ابھی تک تو ۔۔۔۔“اس نے وال کلاک کی طرف نظر دوڑائی ،مگر ٹائم دیکھتے ہی خاموش ہو گئی ۔

”جی ۔۔جی ۔۔۔ابھی تک تو دو پہر ہونے میں گھنٹا بھر رہتا ہے ۔۔“حمید نے لقمہ دیا اور وہ نادم ہو کر ہنس پڑی ۔

”ویسے کہنا تو نہیں چاہیے ،لیکن ہنستے ہوئے اچھی لگتی ہو ؟“

حمید کے تبصرے پر اس کے رخ پر چھائی ہنسی ایک دم غائب ہو گئی اور وہ بے تاثر چہرہ لیے باتھ روم کی طرف بڑھ گئی ۔اس کی واپسی تک حمید ناشتا لگا چکا تھا ۔

"مسٹر حمید!۔۔۔آپ کو چاہیے تھا مجھے جگا دیتے ۔یہ عورتوں کا کام ہے اور عوروں ہی کے لیے رہنے دیں ۔۔۔براہ مہربانی آئندہ ایسا نہ کیجیے گا ؟"

"یہ یورپ ہے میڈم!۔۔۔یہاں یہ کام مرد کرتے ہیں یا ملازم ۔اور میں اپنی بیوی کو ملازموں کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑ سکتا ؟"

مدھو نے اسے تیز نظروں سے گھورا ۔وہ جلدی سے وضاحت کرتے کرنے لگا ۔"بیوی کہنے سے میری مراد مارتھا ہے ۔"

"یہ یورپ سہی ،پر میں یورپین نہیں ہوں ؟"

"وہ کیا کہتے ہیں ؟۔۔روم میں وہی کرو جو رومن کرتے ہیں ۔"

"کہنے کی حد تک آسان ہے ۔۔ورنہ آپ خود بھی اس مقولے پر عمل پیرا نہیں ہیں ۔"

"وہ کیسے ؟"

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"آپ شراب نہیں پیتے ،اپنے بیٹے کو عیسائی نہیں بنانا چاہتے یہ دو تو ایسی باتیں ہیں جن کا اقرار آپ کر چکے ہیں ؟ان کے علاوہ بھی کئی ایسی باتیں ہوں گی جن پر یہاں کے لوگ عمل پیرا ہوں گے لیکن آپ نہیں ؟"

"نہیں ،میرا مطلب مذہب سے ہٹ کر تھا ۔"حمید نے بات سنبھالنے کی کوشش کی ۔

"ہمارے مذہب اور تہذیب میں تو یہی ہے کہ گھر کا کام کاج عورتیں کریں گی اور جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے تو مسلمانوں میں بھی گھریلو کام عورت کے ذمہ ہی ہوتے ہیں ؟"

"آپ نے تو بات ہی پکڑ لی ؟"میں کھسیا کر بولا۔

"نہیں ،اصل میں ،میں مردوں کی نفسیات جانتی ہوں ۔۔۔مطلبی ، مکار ، خود غرض ،دھوکے باز اور چاپلوس ہوتے ہیں ؟جس سے کام پڑے اس کے لیے شکر کی طرح میٹھے ورنہ بچھو کی طرح ڈنک مارنے سے باز نہیں آتے ۔"

"کسی ایک مرد کا عمل ،پوری جنس کی نمایندگی نہیں کرتا ؟"اس نے اپنی جنس کی وکالت کی ۔

"دیگ کا ذائقہ چکھنے کے لیے ایک چاول کافی ہوتا ہے ؟"

"ہاں ،مگرجب تمام چاول ایک ہی دیگ میں پکے ہوں ۔ورنہ تو ہر دیگ کا ذائقہ الگ ہوتا ہے ۔"

"کیا یہ موضوع بدلی ہو سکتا ہے ؟ "اس نے بیزاری سے کہا ۔

"ایک مشورہ دوں ؟"حمید کی بات پر وہ کچھ کہے بنا سوالیہ نظروں سے اسے گھورنے لگی ۔

وہ اس کے انداز سے حوصلہ پا کر گویا ہوا ۔"غم بانٹا نہیں جا سکتا مگر کسی خیر خواہ کو حال دل سنانے سے اس کی شدت

"جب کوئی خیر خواہ ملے گا تو ضرور سناؤں گی ۔"

"یقینا میں توقعات سے بھی بڑھ کر خیر خواہ ثابت ہوں گا ؟آزمائش شرط ہے ؟ "

اس کے لہجے کی نرمی نے حمید کو بات جاری رکھنے کا موقع دیا تھا ۔

وہ چند لمحے سوچوں میں کھوئے رہنے کے بعد بولی ۔۔۔۔۔۔

"میں چند سال ہی کی تھی جب میرے والدین ایک حادثے کا شکار ہو کر چل بسے ، میں چچا کے گھر پلی بڑھی ۔چچا گو سفید پوش تھا ،مگر اس کے باوجود اس نے مجھے اور اپنی دوون بچیوں کو اچھی تعلیم دلائی ۔تعلیم سے فراغت کے بعد میں نے بہت سے جگہوں پر جاب کے لیے درخواست دی ۔اور کسی بھی جگہ نہیں سننے کو نہ ملی ۔لیکن جاب اٹینڈ کرنے کے ساتھ جو پہلا مطالبہ کیا جاتااسے پورا کرنا میرے بس سے باہر تھا۔ہر باس کی یہ خواہش ہوتی کہ میں اس کی سیکرٹری کے علاوہ بھی کچھ بنوں ۔اور یہ میرے لیے ناممکن تھا ۔نتیجتا مجھے نوکری کو خیر باد کہنا پڑتا ۔اسی اثنا میں ایک ایسے کام کی آفر ہوئی جس کا معاوضاپانچ لاکھ روپے مل رہا تھااور میری عصمت بھی محفوظ تھی ۔

اس کا نام الیگزینڈر تھا اس سے میری ملاقات ایک پارک میں ہوئی تھی ۔جہاں میں روزانہ عصر کے وقت چہل قدمی کے لیے جایا کرتی ۔اس وقت اس نے حلیہ بدلا ہوا تھا ۔اس نے مجھے بتایا کہ وہ بھارت سرکار کو مطلوب ہے ۔ملک سے باہر جانا چاہتا ہے ،اسے ایسی لڑکی کی مدد درکار ہے جو اس کی نقلی بیوی کا کردار ادا کر سکے اور اس مقصد کے لیے اس کی نظر انتخاب مجھ پر پڑی، اگر میں انگلینڈ تک اس کی نقلی بیوی بن کر چلوں تو وہ مجھے پانچ لاکھ روپے دے گا ۔انگلینڈ پہنچتے ہی

میرا کام ختم ہو جانا تھا۔اس وقت میرے ذہن میں کئی سوال اٹھے ،کہ صرف میں ہی کیوں ؟ایسے آسان کام کے لیے تو کوئی بھی لڑکی تیار ہو سکتی تھی ۔وہ یہ آفر کس بل بوتے پر کر رہا ہے ؟

وغیرہ وغیرہ ۔۔۔مگر اس چرب زبان کے پاس ہر سوال کا شافی جواب موجود تھا ۔میں انکار نہ کر سکی ۔اور ایک دو دن سوچنے کے بعد راضی ہو گئی ۔لیکن وہ ایک دھوکے باز شخص تھا جیسے کہ تمام مرد ہوتے ہیں ۔ جہاز میں ہماری سیٹیں علاحدہ علاحدہ تھیں ،مجھے حیرانی ہوئی کہ میں اس کی بیوی کا کردار کیسے ادا کر رہی ہوں جو ایک علاحدہ سیٹ پر بیٹھی ہوں ۔اس نے مجھے یہ کہہ کر مطمئن کر دیا کہ اس کی حتی الوسع کوشش یہی ہے کہ میری جیسی سادہ لوح کو سامنے نہ آنا پڑے ،البتہ اگر اس سے پوچھ گچھ ہوئی تو اس وقت وہ میرا سہارا لینے پر مجبور ہو جائے گا ۔

اصل بات مجھے بعد میں معلوم ہوئی کہ میرے ذریعے اس نے ہیرے سمگل کیے تھے ۔وہ جرم کی دنیا کا جانا پہچانا نام تھا۔پولیس،ایجنسیاں اور انڈر ورلڈ کے لوگ اس کا سامان کھنگالتے رہے اور ہیرے میرے پاس بغیر کسی نقصان اور خطرے کے محفوظ رہے کہ میں حقیقتا جرم کی الف بے سے ناواقف تھی اور پولیس و ایجنسیوں کی لسٹ میں دور دور تک میرا نام و نشان بھی نہیں تھا ۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

اس نے ہوٹل میں میرے لیے کمرہ بک کرایا ہوا تھا اور اس بارے مجھے انڈیا ہی سے بتا دیا تھا۔میں مع سامان کے اس کمرے میں پہنچ گئی ۔وہ مجھے اگلے دن آ کر ملا اور مجھے ہیروں کی حقیقت بھی بتلا دی ۔۔مجھے غصہ تو بہت آیا مگر جب سانپ نکل گیا تھا تو لکیر پیٹنے کچھ حاصل نہ ہوتا۔وعدے کے مطابق اس نے بقیہ اڑھائی لاکھ دینے تھے مگر کھانے کے بعد ہم نے جو کافی پی اس میں اس خبیث شخص نے نشہ آور دوائی ملائی ہوئی تھی ۔مجھے کچھ ہوش نہ رہا۔ہوش میں آنے پر پتا چلا کہ کہ اس نے میری قیمتی متاع لوٹ کر مجھے کسی کو منہ دکھانے کے قابل بھی نہیں چھوڑا تھا۔یہ ایسا حادثہ تھا کہ جس کے بارے کسی کو اطلاع دینے کا مطلب خود کو تماشا بنانا تھا۔اور پھر اس ملک میں تو یہ روز مرہ کا کام ہے ۔سب سے بڑھ کر میں اس کا اتا پتا نہیں جانتی تھی ۔اتنی مہربانی البتہ اس نے کر دی تھی کہ ہوٹل کا بل ادا کرنے کے علاوہ میرے خرچے کے لیے چند سو برطانوی پونڈ کی بھیک چھوڑ گیا تھا۔لیکن اس ناکافی رقم کے بل بوتے میں انڈیا واپس نہیں جا سکتی تھی ۔اس خبیث سے ایڈوانس لیے ہوئے اڑھائی لاکھ میں چچا کے حوالے کر آئی تھی ۔اور اس کو بھی یہی بہانہ کیا تھا کہ میں ایک کنٹریکٹ کے سلسلے میں برطانیہ جا رہی ہوں ۔۔۔اب اس سے رقم طلب کرنے کا مطلب تھا مجھے اسے ساری صورت حال سے

آگاہ کرنا پڑتا،یا کم از کم اپنے ساتھ ہونے والے دھوکے کے بارے بتانا پڑتا۔۔جبکہ وہ رقم ملتے ہی اپنی دونوں بیٹیوں کی سگائی کر چکا تھا۔اس لیے میں نے اسے پریشان کرنا مناسب نہ سمجھا۔دوسرا طریقہ یہ تھا کہ میں اپنی جوانی کیش کراتی جو مجھے کسی صورت گوارا نہ تھا۔لے دے کے ایک ہی رستا بچتا تھا کہ میں جاب کروں۔ساری صورت حال کا جائزہ لے کر میں نے ایک ریسٹورنٹ میں بہ طورِ ویٹریس کام شروع کر دیا۔گو یہ ایک گھٹیا اور نچلے درجہ کا کام تھا مگر اس کے علاوہ کوئی چارہ بھی تو نہیں تھا۔اس دوران اس کمینے کی حرکت رنگ لائی ،یہ خبر میرے لیے روح فرسا تھی کہ میں ماں بننے والی ہوں۔لیکن الیگزنڈر سے حد درجہ نفرت ہونے کے باوجود میں اسقاط حمل کی جرأت نہ کر سکی۔اب یہ میری خوش قسمتی تھی یا بدقسمتی کہ میرا بیٹا پیدائش کے ڈیڑھ ماہ بعد ہی چل بسا۔۔۔ بس یہ ہے میری کہانی اور اسی وجہ سے میں نے آپ سے بھی ایڈوانس رقم کا مطالبہ کیا ہے "؟

"تو گویا اپنا معاہدہ اب تک قائم ہے؟"حمید نے خوش گوار حیرت سے پوچھا۔

اس نے ہولے سے کہا۔"ہاں۔کیونکہ۔مجھے رقم کی اشد ضرورت ہے ؟'

"بہ ہر حال ،اظہار افسوس کی شاید آپ کو ضرورت نہ ہو، لیکن اس کے باوجود کہنا چاہوں گا کہ مجھے آپ کی کہانی سن کر افسوس ہوا۔"

"آپ کا افسوس میرے کس کام کا ؟"خلاف توقع طعنہ زنی سے گریز کرتے ہوئے وہ دھیرے سے بولی۔

"اچھا ،اب میں چلوں گا تاکہ آپ کا مطالبہ پورا کر سکوں،لیکن اس سے پہلے آپ کوایک چھوٹی سی زحمت کرنی پڑے گی۔"

وہ کچھ کہے بنا سوالیہ نظروں سے اس کے جانب گھورنے لگی۔

حمید نے کہا۔"مجھے حلیہ بدلنے کے لیے تھوڑا سامان چاہیے ہو گا ؟"

وہ صاف گوئی سے بولی۔"میرے پاس اتنی رقم نہیں ہے کہ کچھ خرید کر لا سکوں۔"

"ریزر مل جائے گا ؟"

اس کے ہونٹوں پر دل آویز مسکراہٹ نمودار ہوئی۔"جی میں شیو نہیں کرتی۔"

"قینچی ؟"

"یہ مل جائے گی۔"

"تو لے آو.....، بلکہ اپنا میک اپ بکس ہی لے آو۔"مدھو اس کا مطلوبہ سامان لے آئی۔مونچھوں کو بالکل ختم کر کے وہ اپنے لمبے بالوں کو تراشنے لگا۔

مگر اپنے بال کاٹنا کافی مشکل ہوتا ہے ۔اسے پریشانی میں مبتلا دیکھ کر مدھو نے کہا۔"شاید میں آپ کی کوئی مدد کر سکوں ؟"

"ضرور ۔"حمید نے قینچی اس کے جانب بڑھا دی،مدھو مہارت سے اس کے بال تراشنے لگی ۔

"میرا خیال ہے آپ پہلی دفعہ یہ کام نہیں کر رہیں؟"

مدھو مسکرائی ۔"آپ کا خیال بالکل صحیح ہے ، دونوں کزنز کئی دفعہ تختہ مشق بن چکی ہیں؟ اصل میں انھیں‌نت نئے فیشن کے ہیر کٹ کا شوق تھا ، غربت کی وجہ سے بیوٹی پارلر جا نہیں سکتی تھیں ۔لے دے کے میں رہ جاتی جو ان کے شوق میں معاون ثابت ہوتی اور اسی طرح میرے ہاتھ میں صفائی آگئی ۔"

"تم یہاں پر بھی بیوٹی پارلر جوائن کر سکتی تھیں ؟"

"خیر اتنی بھی ماہر نہیں ہوں۔"

"کسر نفسی ہے میڈم کی ؟"

"مسکا لگانا چھوڑیں اور یہ بتائیں‌کتنے چھوٹے کر دوں؟"وہ مدھو کے لہجے میں خوش آئند تبدیلی محسوس کر رہا تھا ۔

حمید نے کہا۔"سولجر کٹ مناسب رہے گا ۔"

بال تراش کر وہ مستفسر ہوئی ۔"ایک بات پوچھوں ؟"

"منع کس نے کیا ہے ؟"

"اگر میں ،عمر کو فیڈ کرا دیا کروں ؟"

"پہلے کون کراتا ہے ؟آپ ہی کی ذمہ داری ہے ۔"اس کے لہجے میں حیرانی تھی۔

"مم....میرا مطلب ہے ،اپنا دودھ پلا دیا کروں؟"اور حمید کو سوچ میں گم دیکھ کر جھجکتے ہوئے وضاحت کرنے لگی ۔"وہ.... دراصل کرشنا کے پتاسے حد درجہ نفرت کے باوجود وہ میرا بچہ تھا ،میں شاید صحیح طریقے سے اس کی دیکھ بھال نہ کر سکی اسی لےے بھگوان نے واپس لے لیا اور اب میری ممتا اس پاپ کا پرائشچت)کفارہ (کرنا چاہتی ہے ۔یہ چند دن جو عمر میرے پاس ہے، اگر،آپ کی آگیا)اجازت(ہو تو.... ؟"

"ہونہہ"!.... حمید نے ایک گہرا سانس لیا ۔"بچہ فیڈر کاعادی ہے ،میرا خیال ہے کہ"....

"فطرت سے انکار ممکن نہیں مسٹر حمید"!.... مدھو نے قطع کلامی کی ۔" اگر اسے ماں کا دودھ نہیں ملا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ پینا نہیں چاہتا ؟"

"دیکھو میڈم آپ شاید خفا ہوں مگر بات یہ ہے کہ میں مسلمان ہوں اور....۔"

مدھو نے اس کی بات مکمل نہ ہونے دی۔" چند دن کی تو بات ہے ،شاید چند دن میں اس بچے کی مسلمانی پر کوئی اثر نہ پڑے ؟"

"اوکے.... ۔"خلاف توقع وہ راضی ہو گیا تھا ۔"بہ ہرحال دیکھ لینا اگر یہ آپ کا دودھ نہ پینا چاہے تو زبردستی نہ کرنا ۔"

مدھو کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی ۔"ویسے آپ کی اطلاع کے لےے عرض ہے کہ کل سے یہ میرا دودھ ہی پی رہا ہے ۔"

وہ اس کی بات پر کوئی تبصرہ کئے بغیر اپنا چہرہ بدلنے کی طرف متوجہ ہو گیا ۔ مدھو کی یہ حرکت بھی اس کی مشرقیت کی عکاس تھی ،ورنہ اس عمر کی لڑکیوں کو تو اپنے فگرز کی پڑی رہتی ہے ۔وہ اپنے بچوں کو دودھ پلانے پر راضی نہیں ہوتیں کجا پرائے بچے کو ۔ تھوڑی دیر بعد وہ حلیہ بدل کر باہر جانے کے لےے تیار ہو گیا تھا ۔

"اگر زیادہ خطرہ محسوس کر رہے ہو تو دو تین دن بعد چلے جانا ؟"

"نہیں میرا جانا ضروری ہے ورنہ آپ کے دل میں کھد بد رہے گی ،یوں بھی آپ تمام مردوں کو الیگزنڈر کی طرح کا سمجھتی ہیں؟"حمید نے اسے شرمندہ کرنے کی کوشش کی ۔

" صحیح کہا ۔"اس نے حمید کی بات کی تردید کرنے کوشش نہیں کی تھی گویا مردوں کے متعلق اس کے خیالات میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی ۔

فلیٹ سے نکل کر اس نے دائیں بائیں کا جائزہ لیا مگر گیلری خالی پڑی تھی ۔ محتاط انداز میں چلتے ہوئے وہ اس عمارت سے باہر نکلا۔عمارت کے سامنے ہی اسے خالی ٹیکسی مل گئی ۔ڈرائیور کو اپنے خفیہ ٹھکانے کے قریب موجود ایک مشہور ہوٹل کا پتا بتا کر وہ دائیں بائیں کا جائزہ لینے لگا ۔جلد ہی وہ مطلوبہ مقام تک پہنچ گیا۔ڈرائیور کو رخصت کر کے آہستہ روی سے چل پڑا، چند گلیاں مڑنے کے بعد ہی وہ مطلوبہ مقام کے سامنے پہنچ گیا تھا ۔وہ گھر ایک بوڑھی عورت کا تھا جہاں پچھلے چند ماہ سے اس نے پے انگ گیسٹ کی حیثیت ایک کمرہ کرائے پر لیا ہوا تھا ۔گو وہ وہاں کبھی کبھار ہی آتا تھا مگر کرایہ باقاعدگی سے ادا کرتا تھا۔بیرونی دراوزے کی ڈپلی کیٹ چابی اس کے پاس موجود رہتی تھی کہ وقت بے وقت آمد سے مالک مکان کو کوئی زحمت نہ ہو ۔مالک مکان اسے ڈرائنگ روم میں بیٹھی ملی....

اس نے مسکرا کر کہا ۔"گڈ مارننگ ینگ لیڈی ۔"

"یہ مارننگ ہے ؟"وہ خوش دلی سے مسکرائی ۔"اور یہ تو نے حلیہ کیسا بنایا ہوا ہے ، پہچان ہی نہیں ہو رہی ۔"

"نیا فیشن.... ینگ لیڈی.... نیا فیشن ۔"وہ اس کے سر پر چپت مارتا ہوا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا ۔

"یہ آج کل کے لڑکے بھی ناں.... ؟"افسوس بھرے انداز میں سر ہلاتے ہوئے وہ دوبارہ فیشن میگزین میں کھو گئی ۔

حمید نے ضروری سامان ایک بیگ میں پیک کیا،خفیہ مقام پر چھپائی ہوئی رقم اپنی جیبوں میں منتقل کی اور کمرے سے باہر نکل آیا ۔

"تو مادام ڈولی....! آپ پہلے سے زیادہ خوب صورت ہو گئی ہیں یا میری نظر کا فتور ہے ۔"

"تو شرارتوں سے باز نہیں آئے گا" وہ رسالہ بند کر کے اس کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"بائی گاڈ.... سچ کہہ رہا ہوں؟"

"کہیں جانے کا ارادہ ہے کیا ؟"وہ اس کے ہاتھ میں تھامے بیگ کو دیکھ کر پوچھنے لگی ۔

"ہاں.... ہے ایک، آپ کی طرح خوب صورت لڑکی ،بڑی مشکل سے لفٹ کرائی ہے ،چند دن اس کے اپارٹمنٹ میں بسر کرنے ہیں ،ہو سکتا ہے یہ چند دن مستقل تعلق میں بدل جائیں ۔بہرحال آپ یہ چابی رکھ لیں ۔"

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

حمید نے اس کے جانب کمرے کی چابی بڑھائی ۔"اگر بات نہ بنی تو واپس آکر لے لوں گا ورنہ اس ماہ کے واجبات میں یوں بھی ادا کر چکا ہوں ،یکم کے بعد آپ بے شک یہ کمرہ کسی اور کے حوالے کر سکتی ہیں۔"اور مادام ڈولی نے سر ہلاتے ہوئے چابی لے لی ۔

حمید وہاں سے باہر نکل آیا ۔مکان کے سامنے ہی اسے ایک خالی ٹیکسی مل گئی تھی۔

"سیدھے چلتے رہو جہاں اترنا ہو گا بتا دوں گا ۔"

ڈرائیورنے سر ہلا کر ٹیکسی آگے بڑھا دی ، وہ پیچھے مڑ کر دیکھنے لگااور یہ دیکھنا بروقت کام آگیا ۔ ایک سیاہ ویگن جو ڈولی کے ساتھ والے مکان کے سامنے کھڑی تھی اور اس کا رخ مخالف جانب تھا اس کے ٹیکسی میں بیٹھتے ہی پیچھے مڑ کر ٹیکسی کے تعاقب میں چل پڑی ۔حمید کا ماتھا ٹھنکا ،وہ نظروں میں آگیا تھا جانے وہ کس وقت سے اس کے پیچھے لگے تھے۔حلیہ بدل کر بھی وہ ان کی نظروں سے اوجھل نہیں رہ سکا تھا یقیناً مارتھا نے بہت سارے لوگوں کو اس کی کھوج میں لگایا ہوا تھااورلازماً وہ اس پر اس وقت ہاتھ ڈالنا چاہتے تھے جب بچہ اس کے پاس ہوتا ۔مگر یہ سب بعد کی باتیں تھیں اس نے سر جھٹک کر ان خیالات سے پیچھا چھڑایا۔ ٹیکسی ڈرائیور نارمل رفتار سے چل رہا تھا اس نے تعاقب کرنے والی ویگن کا جائزہ لیا وہ

بھی مناسب فاصلہ رکھ کر اس کے پیچھے رواں تھے۔ گویا وہ حمید کے ٹھکانے ہی پر اسے گھیرنا چاہتے تھے ۔ایک ترکیب سوچ کر وہ ٹیکسی ڈرائیور سے مخاطب ہوا۔

"دوست ....! بات سنو۔"

"جی ؟"ایک نظر عقبی شیشے میں اس کے چہرے پر ڈال کر وہ سامنے متوجہ ہو گیا۔

"پیچھے آنے والی کالی ویگن نظر آرہی ہے؟"

"جی".... بیک مرر پر سرسری نظر دوڑا کر وہ ایک بار پھر مختصراً بولا۔

"یہ ہمارے تعاقب میں ہے ،آپ نے یوں کرنا ہے کہ آگے آنے والی تیسری گلی میں ٹیکسی موڑتے ہی ایک لمحے کے لیے بریک لگانی ہے ،میں نیچے اتر جاوں گا اور پھر آپ آگے بڑھتے جانا ،لیکن ٹیکسی آپ نے اس مہارت سے روکنی ہے کہ انہیں معلوم نہ ہو کہ ٹیکسی سے میں اتر گیا ہوں،اور یہ رکھ لو۔"اس نے سو پونڈ اس کی گود میں پھینک دیے۔

"آپ جتنی جلدی اتریں گے صاحب....میں اتنی ہی تیزی سے آگے بڑھ سکوں گا۔"رقم جیب میں منتقل کرتے ہوئے وہ اطمینان سے بولا۔

"یہ مجھ پہ چھوڑ دو۔"حمید کے لہجے میں اعتماد تھا۔

وہ علاقہ حمید کا دیکھا بھالا تھا۔ تیسری گلی کے شروع میں کوڑا کرکٹ کا ایک بڑا سا ڈرم رکھا تھا جس کے پیچھے وہ آسانی سے چھپ سکتا تھا

مطلوبہ گلی میں مڑتے ہی ٹیکسی ڈرائیور نے ایک لمحے کے لیے بریک لگائی اور حمید پہلے سے دروازہ کھول چکا تھا، سرعت سے نیچے اتر گیا ،ڈرائیور نے تیزی سے ٹیکسی آگے بڑھا دی جبکہ وہ بھاگ کر سائیڈ میں رکھے ڈرم کے پیچھے بیٹھ گیا۔وہ بمشکل ہی بیٹھ پایا تھا کہ کالی ویگن گلی میں داخل ہوئی اور تیزی سے آگے بڑھتی گئی۔دونوں گاڑیوں کے اوجھل ہوتے ہی وہ کپڑے جھاڑتے ہوئے ڈرم کے پیچھے سے نکل آیا۔ ایک دو راہگیروں نے یہ نظارا دیکھا مگرانھوں نے اس منظر کو بالکل ہی نظر انداز کر دیا تھا۔حمید گلی سے نکل کر روڈ پر آیا اور ایک خالی ٹیکسی کو ہاتھ دے کر اس میں بیٹھ گیا۔ مدھو کے فلیٹ سے ایک سٹاپ پہلے ٹیکسی رکوا کر وہ نیچے اتر ااوروہاں سے پیدل ہی مدھو کے فلیٹ کی طرف چل پڑا۔وہ شدت سے اس کی منتظر تھی۔

"بڑی دیر لگا دی ؟"دوروازہ کھولتے ہی اس نے بے تابی سے پوچھا۔

"ہاں جی!.... زندگی کا سفر ہی ایسا ہے کہ اپنے مطلوبہ شخص تک پہنچتے ہوئے دیر ،سویر ہو ہی جاتی ہے۔"

"میرا خیال ہے ،جواب، سوال سے مطابقت نہیں رکھتا ؟"اس نے تیکھے لہجے میں پوچھا۔

"شاید ایسا نہیں ہے، البتہ آپ سمجھنا ہی نہ چاہتی ہوں تو علیحدہ بات ہے۔"

"مسٹر حمید!.... میں اچھی طرح سمجھتی ہوں،آپ نہیں سمجھ رہے اور چاہتے ہیں میں معاہدہ توڑ دوں ۔"

حمید نے پینترا بدلا۔"سوری مس....! میں مذاق کر رہا تھا۔"

"ایسا بھونڈا مذاق مجھے بالکل ہی پسند نہیں ۔"اس کے لہجے میں پائی جانے والی بیزاری اس کی اندرونی حالت کا پتا دے رہی تھی ۔

"اچھا اپنی رقم سنبھالو....ہر وقت مرچیں چبائے رکھتی ہو ۔"حمید نے گن کر ساڑھے تین ہزار برطانوی پونڈ اس کی طرف بڑھادےئے ۔

رقم لے کر اس نے بے پرواہی سے تکیے کے نیچے رکھی اور مستفسر ہوئی ۔

"آپ چائے لینا پسند کریں گے ؟"

"اگر کافی مل جاتی تو ....؟"

"بیٹھیں میں لاتی ہوں۔"وہ کچن کی طرف بڑھ گئی ۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

جبکہ حمید نے سٹور روم کا رخ کیا کہ اس کا بیڈ روم میں بیٹھنا مدھو کو پسند نہیں تھا ۔

کافی اس نے بھی حمید کے ساتھ سٹور روم میں بیٹھ کر پی تھی اور ایک مرتبہ پھر دیر سے آنے کی وجہ دریافت کی جواباً حمید کو ساری تفصیل دہرانی پڑی ۔

"اس کا مطلب ہے آپ کے لیے باہر کافی خطرہ ہے ؟"

"بہت زیادہ.... لیکن اب کوئی خوف نہیں میرا باہر کاکام ختم ہو گیا ہے ۔"

"لیکن تم نے تو حلیہ بھی کافی حد تک بدلی کیا ہوا تھا ؟"

"ہاں.... مگر انہیں دھوکا دینے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔"

اور مدھو سر ہلاتے ہوئے برتنوں کے ساتھ باہر نکل گئی۔

وہ رات کے کھانے پر بیٹھے تھے ،حمید نے پوچھا" آپ نے جاب اٹینڈ کرنے کے متعلق کیا سوچا ہے ؟"

"میرا خیال ہے اس کی ضروت نہیں رہی ۔"

"ضروت تو ہے .... وہاں موجودہونے پر آپ ہر قسم کے شک سے محفوظ رہیں گی ۔"

"مجھ پر کیسے شک کیا جا سکتا ہے ؟"

"میں دور رس امکان کو بھی ختم کرنا چاہتا ہوں۔"

"جب ایسا کوئی امکان ہی نہیں ہے ۔"

"میں جو کہہ رہا ہوں۔"حمید جھلا گیا ۔

"میں کیوں مانوں ؟....جو معاہدہ ہوا اس سے ہٹ کر ایک بات بھی نہیں مانوں گی ،کل کو آپ کوئی اور مطالبہ پیش کر دیں اور پھر کہیں میں جو کہہ رہا ہوں ۔تین ہزار پونڈ میں، آپ کی داسی نہیں بن گئی کہ حکم جمانے لگو۔"

حمید نے اسے شاکی نظروں سے گھورا اور کھانا ادھورا چھوڑتے ہوئے اٹھ گیا۔ سٹور روم میں جا کر گدے پر لیٹتے ہوئے وہ خود کو ملامت کرنے لگا ، اسے حکمت سے مدھو کو راضی کرنا چاہیے تھا ،وہ اس کی بیوی یا زرخرید نہیں تھی کہ حکم دے سکتا ۔یہ تو وہ جانتا تھا کہ مدھو کا ریسٹورنٹ میں جانا ازحد ضروری تھا ، کہ سب ملازم اس کی مجبوریوں اور مزاج سے واقف تھے ۔اسی طرح وہ منیجر سے کچھ رقم ایڈوانس بھی لے کر آئی تھی ، پھر قاتلوں سے بھی حمید اسی عمارت میں ہی غائب ہوا تھا اور سب سے بڑھ کر وہ دونوں مشرقی تھے۔کسی کو ہلکا سا گمان بھی ہو جاتا تو حمید کا سارا منصوبہ دھرا کا دھرا رہ سکتا تھا ۔

وہ انھی خیالوں میں گم تھا کہ مدھو ٹرے میں کافی کے برتن لیے اندر داخل ہوئی ۔

"کسی کی تنہائی میں دخیل ہونے سے پہلے اجازت مانگ لینی چاہیے ؟ "اس کے لہجے میں حقیقی غصے کی جھلک تھی ۔

وہ ترکی بہ ترکی بولی" میرا اپنا گھر ہے میں جہاں چاہوں جا سکتی ہوں ۔"

"یہ حصہ تم کرائے پر دے چکی ہو ۔"حمید نے آنکھیں نکالیں۔

"میں کافی دینے آئی تھی ۔"حمید کا غصہ دیکھ کر وہ نرم پڑ گئی ۔

"نہیں پینا مجھے کافی اور اب آپ جائیں.... ۔"

"اچھا اگر میں ریسٹورینٹ میں چلی گئی تو عمر کو کون سنبھالے گا ؟"ٹرے نیچے رکھ کر وہ بیٹھ گئی تھی۔اسے نرم پڑتا دیکھ کر حمید نے بھی ہتھیار ڈال دیئے۔

"میں ہوں ناں ؟اور آپ بھی دو تین گھنٹوں سے زیادہ کام نہ کرنا، بچے کا بہانہ بنا کر واپس آجایا کرنا ،بس اتنا ہو کہ آپ کے غائب ہونے کو کوئی مجھ سے منسوب نہ کر سکے۔"

"مجھے سمجھاو نامیرے غائب ہونے کو آپ سے کیسے منسوب کیا جا سکتا ہے؟"

"دیکھو....!تم بھی میری طرح مشرقی ہو ، پھر مارتھاکے کرائے کے آدمیوں سے میں اسی بلڈنگ میں آکر گم ہوا ہوں اور اسی طرح تم اس کے ریسٹورینٹ میں بطور ملازم کام کرتی رہی ہو ،شاید وہ اٹکل پچو سے تیرا میرا تعلق پیدا کر لے اس کے علاوہ بھی کئی امکان ہو سکتے ہیں ؟"

گو حمید کے دلائل کوئی خاص وزن نہیں رکھے تھے مگر اس کے باوجود وہ راضی ہو گئی تھی۔

"اچھا ٹھیک ہے بابا.... اب یہ برگر کھاو اور غصہ تھوک دو .... اس کے بعد کافی پی لینا ؟"اس نے پلیٹ میں رکھ کر برگر اس کی سمت بڑھایا۔

"برگر کس خوشی میں ؟"

"مجھے پتا ہے آپ پیٹ بھرنے سے پہلے اٹھ آئے ہیں ۔"

"تو آپ کو کیا تکلیف ؟"

"آپ میرے مہمان ہیں ۔"

"اچھا مہمان ہوں اس کوڑا کرکٹ میں پھینکا ہوا ہے اور مہمان ہوں ۔"

"اب اتنا چوڑا ہونے کی بھی ضرورت نہیں ،یہاں نہیں رہنا تو کہیں بھی جا سکتے ہیں ،میرے بیڈروم میں تو آپ کو پتا ہے کہ کس کس کا داخلہ ممنوع ہے ۔"یہ کہتے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

ہوئے اس کے ہونٹوں پر دل آویز مسکراہٹ نمودار ہوئی اور حمید اسے دیکھتا رہ گیا۔حمید کی نظروں کی تپش نے اس کے چہرے پر جو حیا آلود سرخی بکھیری تھی وہ حمید کو اور زیادہ بے خود کر گئی ۔ مرد کے جذبات کا اندازہ لگانا عورت کی فطرت میں ودیعت کر دیا گیا ہے ۔وہ شرما کر اٹھ گئی ۔

"آپ کافی پی لیں میں برتن بعد میں لے جاتی ہوں ۔"وہ باہر نکل گئی اور حمید مسکراتے ہوئے برگر کھانے لگا۔کافی پی کر اس نے برتن اٹھائے اور کچن کی طرف بڑھ گیا۔ وہ عمر کے ساتھ اٹھکیلیاں کر رہی تھی۔حمید کو برتن لے جاتے دیکھ کر بولی ۔

"حمید صاحب!.... آپ زحمت نہ کیجئے گا ،میں دھو دیتی ہوں۔"حمید، مسٹر حمید سے حمید صاحب کے درجے پر ترقی پا گیا تھا۔برتن کچن میں چھوڑ کر وہ واپس مڑ گیا کہ اسے ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"اور ہاں صبح کچن میں گھسے تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا ۔"حمید کو واپس جاتا دیکھ کر اس نے تنبیہہ کی ۔

"وہ ،ویسے بھی تم سے زیادہ کوئی نہیں ہے ۔ "حمید نے رکنے کی کوشش نہیں کی تھی ۔

اگلے چند دن خیریت سے گزرے حمید نے اس دوران کہیں جانے کی کوشش نہیں کی تھی نہ اسے ضرورت محسوس ہوئی ۔البتہ کبھی کبھار تنہائی میں اس کا جی کرتا کہ وہ مارتھا کا کام تمام کر دے مگر پھر قتل کی قباحت ،پکڑے جانے کا خوف اسے اس خیال سے باز رکھتا۔یوں بھی بچے پر قبضہ کر کے اس نے اپنے تیئں اس سے بڑا اچھا بدلہ لے لیا تھا ۔

مدھو نے باقاعدگی سے ریسٹورینٹ جوائن کر لیا تھا ۔عمر اس سے بہت مانوس ہو گیا تھا ۔اس کی غیر موجودی میں حمید کے لیے اس کا سنبھالنا بڑا کٹھن مرحلہ بنتا لیکن ایسی ضرورت بہت کم پڑتی کیونکہ مدھو جاتے وقت اسے فیڈ کرا کے اور سلا کے جاتی اور عموماً اس کے جاگنے سے پہلے واپس آجاتی ۔ ریسٹورینٹ میں وہ دو تین گھنٹوں سے زیادہ نہ گزارتی۔ اپنے ساتھ کے سٹاف سے اس نے بچے کی مجبوری کا بہانہ کیا ہوا تھا ،جو حقیقت بھی تھی ۔اس دن بد قسمتی سے عمر جاگ گیا ہر چند کہ حمید نے بہت کوشش کی کہ اسے فیڈر سے دودھ پلا دے مگر وہ کامیاب نہ ہو سکا ۔عمر نے فیڈر قبول کرنے سے بالکل انکار کر دیا تھا ۔جب حمید کو محسوس ہوا کہ اس کے رونے کی آواز بلند ہونے لگی ہے تو اسے بیہوشی کی دوا سنگھا دی ،ایسا وہ

ایک مرتبہ پہلے بھی کر چکا تھا جس کا مدھو نے بہت برا مانا تھا ۔تھوڑی دیر بعد ہی مدھو پہنچ گئی تھی۔

”بے بی جاگا تو نہیں تھا؟“اس نے اندر آتے ہی پوچھا ۔

”جاگا تو تھا،بلکہ شور مچا رہا تھا ، مجبوراً،بیہوش کرنا پڑا ۔“

”شرم تو نہیں آ ئی ہو گی ؟“وہ سچ مچ تپ گئی ۔”کتنی دفعہ کہا ہے یہ دوا بچے کے لیے مضر ہے ۔“

”تو کیا کرتا؟“

”دودھ گرم کر کے رکھ تو گئی تھی،فیڈر دے دیتے ؟“

”اسے ماں کا دودھ میسر ہو گیا ہے مس مدھو ملہوترا صاحبہ....!اب یہ فیڈر کو منہ نہیں لگاتا۔“

وہ منہ بناتے ہوئے بچے پر جھک گئی ۔حمید دوبارہ بولا۔

”جب تم چلی جاو گی تو یہ کس کا دودھ پیے گا؟“

”اگر پردیس میں اسے ماں مل گئی ہے تو پاکستان تو تمھارا اپنا وطن ہے ڈھونڈ لینا وہاں بھی کوئی ، کرائے کی ماں؟“

"اچھا یوں ہے کہ اب تم واپسی کی تیاری کرو پرسوں کی سیٹ بہتر رہے گی، میں چند دن بعد آو ں گا کیونکہ میں یہاں سے فرانس جاو ں گا اور وہاں سے انڈیا تیرے پاس آسکوں گا؟"

"کتنے دن لگ جائیں گے ؟"

"بس ہفتاایک لگے گا ،انشاءاللہ اس سے زیادہ نہیں لگے گا ۔"

"اوکے میں کل سیٹ کنفرم کرا لوں گی ۔"

"جانے سے پہلے ایک لوشن تمھیں دوں گا وہ عمر کے پورے جسم پر مل دینا ،جس سے اس کی رنگت تبدیل ہو جائے گی ۔اسی طرح اس کے سر کے بال بھی ریزر سے مونڈ دینا تاکہ اس کی پہچان نہ ہو سکے ۔"

"اسے کس نے پہچانا ہے ؟"

"میں کسی امکان کو نظر انداز نہیں کر سکتا.... اتنے دن ہو گئے ہیں مارتھا پاگل ہوئی ہو گی ،شاید اس نے پولیس میں بھی رپورٹ درج کر ادی ہو ۔"

وہ اثبات میں سر ہلا تے ہوئے بولی۔"بقیہ دن یہیں گزارنے ہیں یا کوئی اور ٹھکانہ ڈھونڈو گے؟"

"یہی جگہ مناسب رہے گی.... ۔"

"کھانا کھا لیا ہے ؟"

"نہیں.... میں نے سوچا اکھٹے کھائیں گے ۔"

"اچھا میں گرم کر کے لاتی ہوں ،بے بی تو شاید شام ہی کو جاگے۔"یہ کہتے ہوئے اس نے تیز نظروں سے حمید کی طرف گھورا تھا ۔

"ایسے غصہ دکھانے کی ضرورت نہیں،اگر اسے بیہوش نہ کرتا تو اس نے آسمان سر پہ اٹھا لینا تھا ،یوں بھی یہ ڈربہ نما فلیٹ ہے سرگوشی کی آواز بھی باہر سنائی دیتی ہے ۔"

"تو بڑا آیا کوٹھیوں کا مکین؟"

"یقین کرو اس سے تو قبر بھی بڑی ہو گی.... ؟"

"قبر تمھیں مبارک ہو ۔"وہ سرخ ہوتے ہوئے بولی ۔

"ہاں تمھارے نصیب میں توآگ ہی ہے.... اللہ تعالیٰ ڈالے یا نہ ڈالے تمھاری قوم کو خود ہی اپنا ٹھکانہ معلوم ہے ۔"

"میرا خیال ہے میں نے تمھارے مذہب کے خلاف کبھی طعنہ زنی نہیں کی۔"

"میں طعنے تو نہیں دے رہا حقیقت بیان کر رہا ہوں،خود تمھارے پجاری کہتے ہیں کہ نرگ میں آگ ہو گی اور پھر خود ہی ہر مردے کو آگ کے حوالے کرتے ہیں ۔"

"مسٹر حمید آپ کچھ زیادہ ہی بڑھ رہے ہیں ؟"

"اوکے اوکے.... سوری ،ویسے آپ کھانا گرم کرنے لگیں تھیں ؟"

"نوکر نہیں ہوں تیری ،خود ہی گرم کر لو .... ۔"وہ منہ پھلا کے بیٹھ گئی ۔

"میں اپاہج نہیں ہوں.... کر لوں گا گرم ،نکھٹو مرد، عورت کی منت کرتے ہیں۔"

جواباً وہ خاموش رہی اور حمید خود کچن کی طرف بڑھ گیا ،مگر اس سے پہلے کہ وہ کچن میں گھس پاتا، وہ بھی اس کے پیچھے پہنچ گئی ۔

"ٹھہرو.... میں گرم کرتی ہوں۔"

حمید نے حیرانی سے اس کے جانب دیکھا ۔"پہلے تو آپ کچھ اور فرما رہی تھیں؟"

"میں آپ کو جواب دہ نہیں ہوں؟"اس کا موڈ بر قرار تھا۔

وہ بھی تپ گیا۔"میں بھی اتنا بے غیرت نہیں کہ دھتکارے جانے کے بعد تیرے ہاتھ کا گرم کیا کھانا کھاو ں۔"

"آپ بغیر میری اجازت کے کچن استعمال نہیں کر سکتے ؟"

"مفت نہیں استعمال کر رہا.... چارجز ادا کروں گا.... اور یہ پہلے سے طے ہو چکا ہے ۔"

"بات کھانے کی ہوئی تھی کہ آپ یہاں کھانا کھائیں گے نہ کہ میرا کچن استعمال کریں گے۔"

"مبارک ہو تمھیں اپنا کچن میں باہر سے کھا لوں گا ؟"وہ باہر کی طرف مڑ گیا ۔

"اے بات سنو" وہ قریباً بیرونی دروازے کے قریب پہنچ گیا تھا جب وہ بھاگ کے اس کے نزدیک پہنچی۔"باہر آپ کے لیے خطرہ ہے ۔"

"تو کیا ؟"

"تو یہ کہ غصہ تھوک دو میں کھانا گرم کر کے لا رہی ہوں.... ۔"

"صرف اس شرط پر کہ اپنے لیے میں خود ہی گرم کروں گا ؟"

"دیکھو آپ نے میرے مذہب کے خلاف بات کی ہے.... اور آپ جانتے ہیں ہر کسی کو اپنے مذہب سے لگاو ہوتا ہے،ایسی حالت میں اگر میں نے کچھ کہہ دیا غصے میں تو آپ کو ناراض نہیں ہونا چاہیے۔"اس کی بات صحیح تھی حمید خاموشی سے پیچھے مڑ آیا ۔ تھوڑی دیر بعد وہ اکٹھے بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔

"ہائے.... یہ تو بالکل ہی بدل گیا ہے ۔"عمر کا رنگ لوشن لگانے کے بعد سفید سے سانولا ہو گیا تھا ۔بال مونڈنے اور آنکھوں میں مخصوص ڈراپ ڈالے کے بعد وہ پہچانا ہی نہیں جا رہا تھا ۔

"اب اگر کوئی رستے میں چیک کرتا بھی ہے تو اسے پہچان نہیں سکے گا ۔ "حمید ،عمر کے میک اپ کو آخری ٹچ دیتے ہوئے بولا ۔

"اچھادو تین دن کا کھانا بناکر فریزر میں رکھ دیا ہے.... اور اس کے بعد خود ہی کچھ کر لینا ۔"

"اس سے پہلے بھی میں بہت کچھ کر سکتا ہوں ؟"

"نہیں اتنا حق تو میرا بنتا ہے ناں.... آخر آپ میرے مہمان ہیں۔"

"مہمان نہیں پے انگ گیسٹ کہو مس مدھو ملہوترا صاحبہ"!

"طنز کر رہے ہو ؟"وہ بجھ سی گئی ۔

حمید صاف گوئی سے بولا ۔"نہیں حقیقت بتلا رہا ہوں۔"

"میری مجبوری تھی مسٹر حمید....! میں آپ کو اور بے بی کو افورڈ نہیں کر سکتی تھی۔"

"اوہ.... آپ تو پریشان ہو گئیں،یہ صرف مذاق تھا ورنہ آپ کا احسان میں کبھی نہیں بھلا سکتا ،اگر آپ مارتھا سے مل جاتیں تو وہ کئی گنا زیادہ رقم ادا کر سکتی تھی۔"

"شاید،مگر میں دھوکے باز نہیں ہوں ،یہ کام مردوں کو شوبھا دیتا ہے ۔"

"اگر کسی مرد نے تمھیں دھوکا دیا ہے تو اس کا بھی یہ مطلب نہیں بنتا کہ سارے ویسے ہی ہیں ؟"

"اگر نہیں بھی ہیں تو بھی، مجھے لگتے ہیں ۔"

"او کم آن یار! یوں غلطی فہمیاں دل میں پالے رکھنا کہاں کی عقلمندی ہے ؟"

"یار رنڈیوں کے ہوتے ہیں سمجھے ؟میرا نام مدھو ہے ،اگر باعزت طریقے سے نہیں پکار سکتے تو مدھو کہہ دیا کرو۔"

"آرام کرو.... صبح سویرے تمھاری فلائیٹ بھی ہے ۔"حمید کو کچھ اور نہ سوجھ سکا۔ اور وہ سر جھٹکتے ہوئے بیڈ کی طرف بڑھ گئی ،عمر کو اس نے چھاتی سے لگا لیا تھا۔

صبح وہ اسے الوداع کرنے کے لیے سویرے جاگ گیا تھا ،دونوں نے اکٹھے ناشتا کیا پھر کچھ دیر حمید اپنے بیٹے کو لے کر پیار کرتا رہا۔اس دوران مدھو اسے عجیب نظروں سے دیکھ رہی تھی،حمید کو اس کے انداز میں ندامت کا تاثر واضح طور پر

محسوس ہو رہا تھا یوں جیسے وہ کوئی گناہ کرنے جا رہی ہو ،حمید نے سوچاشاید اسے ایک ماں کا بیٹا اس سے دور کرنے کا قلق ہو....

"پاسپورٹ ویزا وغیرہ تو رکھ لیا ہے نا؟"حمید نے خاموشی کا پردہ چاک کیا۔

"جی ۔"وہ مختصراً بولی"پرس میں رکھ دیا ہے ۔"

"دکھاو مجھے"....حمید نے پرس کی طرف ہاتھ بڑھایا جو اس نے خاموشی سے حمید کی طرف سرکا یا اور خود عمر کی طرف متوجہ ہو گئی ۔حمید نے اسے دوسری طرف متوجہ پا کر ایک چھوٹا سا لفافہ پرس میں رکھ کر پرس اسے واپس کر دیا ۔

"کیا تم ایئرپورٹ تک چلو گے ؟"

"نہیں.... یہ مناسب نہیں ہو گا،مارتھا کے غنڈے شکاری کتوں کی طرح میری بو سونگھتے پھر رہے ہیں ۔"

"صحیح کہا ۔"وہ اس سے متفق ہوتے ہوئے بولی"تو پھر میں چلوں ؟"

"ضرور ضرور ۔"

"حمید صاحب....! اگر میری کسی بات سے دل دکھا ہو یا.... بہ ہرحال کچھ بھی ہو مجھے معاف کر دینا ۔"وہ الفاظ کی ادائی صحیح طریقے سے نہیں کر پا رہی تھی۔

"نہیں مس!، آپ کا تعاون ہمیشہ یاد رہے گا ،آپ بہت ہی اچھی ہیں اور انشاءاللہ جلد ملاقات ہوگی انڈیا میں ،وہاں پر معافی تلافی کر لیں گے ۔"

"بھگوان نے چاہا تو ؟"وہ آہستہ سے بولی اور سامان کا بیگ کندھے سے لٹکا کر اس نے عمر کو چھاتی سے لگایا حمید کو "بھگوان تیری رکھشا کرے " کہتی ہوئے باہر نکل گئی ۔

مدھو کے جانے کے بعد حمید ایک مرتبہ پھر سو گیا ،یوں بھی اب اسے ہفتا بھر وہیں گزارنا تھا۔دوپہر کو اٹھ کر اس نے کھانا گرم کرنے کے لیے فریزر کھولا،سالن کاڈونگہ اٹھاتے ہی اسے ایک لفافہ نظر آیا جو اس نے اٹھا لیا۔لفافے کے اندر خط پڑا تھاجو مدھو اس کے لیے چھوڑ گئی تھی۔وہ رقعہ پڑھنے لگا....

محترم جناب حمید صاحب....! میں جانتی ہوں، میں جو کچھ کرنے جا رہی ہوں اخلاق،دھرم اور تہذیب ہر لحاظ سے بہت برا ،غلط اور نازیبا ہے مگرمیں مجبور ہوں ، مجھے گمان بھی نہیں تھا کہ عمر اتنے کم وقت میں میرے اتنے قریب آ جائے گا ۔آپ تو یقین نہیں کریں گے مگر مجھے اس میں شک نہیں ہے کہ ہے کہ یہ میرے کرشنا کا دوسرا جنم ہے ۔ آپ نے اسے اپنی ماں سے دور کر کے شاید ظلم کیا ہے

اور میں اسے باپ سے دور کرکے دہرا ظلم کر رہی ہوں ۔لیکن میرا یقین کرو میں
اس کی سگی ماں تو نہیں مگر اسے ماں سے بڑھ کر پیار ،توجہ اور وقت دوں گی ۔باقی
میں بھگوان کی سوگندھ کھا کر یہ لکھ رہی ہوں کہ میں اسے مسلمان بناو ں گی
،ایک ہندو کے گھر پرورش پانے کے باوجود یہ ایک مسلمان ہو گا یہ میرا آپ سے
وعدہ ہے ۔میں نے آپ کو دھوکا دیا میں شرم سار ہوں ،معافی کی خواست گار
ہوں ۔میں نے آپ کو اپنا ایڈریس صحیح نہیں بتایا تھا اس لےے مجھے تلاش کرنے
میں اپنا وقت ضائع نہ کرنا ،پاکستان جا کر شادی کر لینا آپ کا خداآپ کواور بیٹا
دے دے گا۔میں نے تو ساری عمر شادی نہیں کرنی اور عمر کے سہارے ہی زندگی
گزاروں گی ۔پلیز مجھے معاف کر دینا ، مجھے معاف کر دینا، مجھے معاف کر دینا۔

آپ کی مجرم ،مدھو۔

حمید نے مسکراتے ہوئے خط کو واپس لفافے میں ڈالا اور کچن کی طرف بڑھ گیا یہ
خط اس نے دو دن پہلے ہی پڑھ لیا تھا ۔اور صبح مدھو سے پرس لے کر وہ اس کا
جواب بھی اس کے حوالے کر چکا تھا ۔اس نے سراسر جوا کھیلا تھا ،اس میں حالات
کے عمل دخل کے ساتھ مدھو کے بارے اس کے دل میں پیدا ہونے والے
جذبات کا بھی تعلق تھا۔اس نے مدھو کو لکھا تھا....

مدھو جی!.... تمھیں یہ رقعہ اس وقت ملے گا جب تم اپنا ہینڈ بیگ کھولو گی۔شاید،
یہ بات تمھارےے لیے حیرانی کا باعث ہو کہ تمھارا خط میں پرسوں دن کو پڑھ
چکا تھا۔میں نے تمھارے سامان کی تلاشی ا یڈریس معلوم کرنے کے لیے کی تھی
کیونکہ مجھے شک تھا کہ تم نے مجھ سے غلط بیانی نہ کی ہو ؟.. ..جیسے آج تک میں
نے مارتھا کو اپنے پاکستان کے پتے سے آگاہ نہیں کیا ہے ۔اور میرا شک درست
نکلا۔ تمھارا رد عمل غیر متوقع نہیں تھا ،مگر حیرانی کی بات کہ مجھے تم پر غصہ نہیں
آیا،شاید عمر کے ساتھ تمہاری ممتا بھری محبت مجھے متاثر کر گئی ، تمھارا خط پڑھنے
کے بعد میں نے پچھلے دو دن سوچنے میں گزارے اور آخر اس نتیجہ پر پہنچا کہ مجھے
عمر کو اس کی دوسری والدہ سے جدا نہیں کرنا چاہےے ۔میں شاید مارتھا سے بھی
عمر کو نہ چھینتا مگر وہ اسے عیسائی بنانے پہ تلی ہوئی تھی ۔اگر وہ عمر کے مذہب کا
فیصلہ اس بڑے ہونے تک موّخر کر دیتی تو شاید مجھے یہ قدم نہ اٹھا نا پڑتا ، بہ
ہرحال جو کچھ ہو چکا اس پہ مٹی ڈالو.... اس رقعے کے ساتھ کچھ رقم بھی رکھ دی
ہے جو کہ عمر کی پرورش میں کام آئے گی ۔ رقم میرے پاس کافی موجود تھی مگر
تمھارے سامان کی تلاشی لیتے ہوئے مجھے اس خبیث مرد کی تصویر مل گئی جس نے
تمھاری زندگی برباد کی تھی اور میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ لندن چھوڑتے وقت

ایک مشہور قاتل کو اس کے قتل کی سپاری دیتا آوں گا۔اس قاتل کی شہرت یہ ہے کہ وہ اپنا کام لازماً پورا کرتا ہے۔اور میں ایسا کیوں کر رہا ہوں اس بارے تمھیں اندازہ ہو گیا ہو گا۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی حقیقت ہے، کہ ہمارا ملاپ ناممکن ہے ،کیونکہ ہمارے درمیان مذہب کے فرق کے علاوہ ،وہ نفرت بھی آڑ ہے جو تجھے مرد ذات سے ہے ۔میں اپنی پوری کوشش کے باوجود تمھارے دل سے اپنی جنس کا غلط تاثر دور نہیں کر سکا ہوں ۔بہ ہرحال ایک موہوم سی امید کے سہارے میں آخر میں کہتا چلوں کہ میں دو ہفتے تک اسی فلیٹ میں رک کر تمھارے فیصلے کا انتظار کروں گا،اگر تمھیں میرا ساتھ قبول ہوا تو فون کر دینا میں انڈیا آجاوں گا وہاں سے اکھٹے پاکستان چلے جائیں گے ۔دو ہفتے تک تمھاری کال نہ آنے کا مطلب یہ ہو گا کہ تمھیں میرا ساتھ قبول نہیں اس صورت میں میں انڈیا نہیں آو ں گا.... عمر کا خیال رکھنا ،اسے ایک اچھا مسلمان بنانا۔امید ہے تم اپنے کہے کا پاس رکھو گی ۔خدا حافظ....فقط حمید اختر۔

وہ پورا دن حمید نے فلیٹ میں ہی گزارا.... یہاں تک کہ ٹیلی فون کی گھنٹی نے اسے اپنے جانب متوجہ کیا....

”یس.... ؟“اس نے رسیور اٹھا کر کال اٹینڈ کی ۔

”مم.... میں بول رہی ہوں ۔“گو وہ پہلی مرتبہ مدھو کی آواز فون پر سن رہا تھا مگر پہچاننے میں اسے کوئی دقت نہیں ہوئی تھی۔

”میں کون؟“وہ جانتے بوجھتے انجان بن گیا۔

”م....مم....میں صالحہ۔“

”کک.... کون صالحہ.... تم مدھو نہیں ہو؟“وہ حیران رہ گیا تھا ۔

”نہیں جی میں تھوڑی دیر پہلے تک مدھو تھی اب صالحہ ہوں ۔“

”مم.... مگر....سوری ،صالحہ ،یہ.... یہ کیا ہے ؟“

”کچھ نہیں.... پہلے میں ائر پورٹ ہی سے آپ کو فون کر رہی تھی، بعد میں خیال آیا کہ پوری تیاری ساتھ بات کروں ،اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ دو ہفتے بعد آو ں گا تو.... قسم سے مجھ سے مزید انتظار نہیں ہو سکتا بس آجاو اور مم.... مجھے لے جاو۔“

”کیا.... ؟“حمید کے لہجے میں حیرانی کے ساتھ خوشی کا عنصر نمایاں تھا۔

”جی ہاں.... اور دوسرا جو آپ نے کہا ہے کہ اس خبیث کو قتل کرانے کے لیے کسی مشہور قاتل کو رقم دو گے تو، خبردار اگر ایسا کیا تو؟،ایک دمڑی بھی کسی فضول کام پر خرچ نہ کرنا۔ اس رقم پر صرف میرے پیارے بیٹے عمر کا حق ہے ۔“

وہ مسکرایا۔"مگر تمھیں پتا تو ہے نا کہ مرد ذات کتنی.... ؟"

"پلیز تنگ نہ کریں ناں ؟"اس نے کچھ اس انداز میں کہا تھا کہ حمید مدہوش ہونے لگا۔

"ویسے یار....! اہوہ سوری.... زبان پھسل گئی ۔"حمید کو ایک دم یاد آ گیا کہ وہ یار کہنے کا کتنا برا مناتی ہے ۔

"مطلب آپ مجھے چھیڑنا جاری رکھیں گے ۔"اس کی حیا آلود ٹیلی فون کے رسیور سے برآمد ہوئی ۔"اگر آپ کو ،مجھے یار کہہ کر بلانا اچھا لگتا ہے تو اس سے پیارا تخاطب میرے نزدیک کوئی ہو ہی نہیں سکتا ۔"

"اوکے جی.... جیسا حکم سرکار کا ۔"

"اپنا خیال رکھنا.... میں پرسوں ائرپورٹ پر انتظار کروں گی.... ۔"

اورحمید نے" خدا حافظ کہتے ہوئے فون بند کر دیا ۔اس کا جلدی میں کیا گیا فیصلہ کامیاب ہوا تھا ۔

اختتام